انگوٹھی کے احکامات کے متعلق ایک تحقیقی رسالہ۔

جو کہ ہر عام و خاص کے لئے ایک انمول تحفہ ہے۔

# انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت

مع

## الجواب المبین
## فی
## اعتراض المعترضین



اس رسالے میں آپ ۔۔۔

- سب سے پہلے انگوٹھی کس نے پہنی؟
- کیسی انگوٹھی پہننا جائز اور کیسی حرام؟
- انگوٹھی کون پہنے؟
- ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز پڑھنے کا حکم۔
- انگوٹھی پر تصویر بنانے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم۔
- یشب وغیرہ کی انگوٹھی پہننے کا حکم۔
- نگینوں کے متعلق روایات اور اُن کا تحقیقی جائزہ۔
- انگوٹھی کیسے اور کس ہاتھ میں پہننی چاہئے؟
- وغیرہ ملاحظہ فرمائیں گے۔


بافیضانِ نظر

جانشین مفتی اعظم فقیہ العصر شیخ الحدیث مفتی

محمد ابراہیم القادری

متعنا اللہ بطول حیاتہ

مؤلف

علامہ ابو الفرح

جان محمد

الصوفی القادری المدنی

مدرس جامعہ حنفیہ زیب ٹاؤن اوستا محمد



ناشر: مکتبہ حنفیہ زیب ٹاؤن اوستا محمد، ضلع جعفر آباد، بلوچستان۔ 0336-3971275

انگوٹھی کے احکامات کے متعلق ایک تحقیقی رسالہ

جو کہ ہر عام و خاص کے لئے ایک انمول تحفہ ہے۔

# انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت

اس رسالے میں آپ۔۔۔

سب سے پہلے انگوٹھی کس نے پہنی؟۔ کیسی انگوٹھی پہننا جائز اور کیسی حرام؟۔

انگوٹھی کون پہنے؟۔ ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز پڑھنے کا حکم۔

انگوٹھی پر تصویر بنانے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم۔

یشب وغیرہ کی انگوٹھی پہننے کا حکم۔

نگینوں کے متعلق روایات اور اُن کا تحقیقی جائزہ۔

انگوٹھی کیسے اور کس ہاتھ میں پہننی چاہیے؟ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں گے۔

بفیضان نظر

جانشین مفتی اعظم فقیہ العصر شیخ الحدیث مفتی محمد ابراہیم القادری

متعنا اللہ بطول حیاتہ

مؤلف

علامہ ابوالفرح جان محمد الصوفی القادری المدنی

مدرس جامعہ حنفیہ زیب ٹاؤن اوستا محمد

ناشر: مکتبہ حنفیہ زیب ٹاؤن اوستا محمد، ضلع جعفرآباد، بلوچستان۔ 0336-3971275

# جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں


کتاب کا نام: انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت

مؤلف کا نام: علامہ ابوالفرج جان محمد الصوفی القادری المدنی

(الشهادة العالمية في العلوم العربية والاسلامية)

کمپوزر: محمد عامر خان آفریدی قاسمی (کراچی) 0333-3348308

پروف ریڈنگ: حافظ محمد ابراھیم حسینی، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ (رشید آباد کراچی)

جانزادہ رحمت اللہ، جامعہ یوسفیہ قمر الاسلام (اوستا محمد بلوچستان)

اشاعت اول: مئی 2021ء رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

تعداد اشاعت: 1000 (ایک ہزار)

قیمت: 150 روپے

ناشر: مکتبہ حنفیہ زیب ٹاؤن اوستا محمد، ضلع جعفر آباد، بلوچستان۔ 0336-3971275


## کتاب ملنے کی:

۱۔ نیو مکتبہ الغنی اینڈ عطر ھاؤس PTCL والی گلی پرانی سبزی منڈی کراچی۔ 0334-3682387

۲۔ مکتبہ ممتاز الاسلام سیکٹر H بسم اللہ چوک نزد جامع مسجد مصطفیٰ بلدیہ ٹاؤن کراچی 0305-2820050

۳۔ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدر آباد۔ 022-2780547

۴۔ مکتبہ گلزار مدینہ ھول سیل برمہ ہوٹل نزد نورانی مسجد سریاب روڈ کوئٹہ 0333-7917429

۵۔ مکتبہ المدینہ (دعوت اسلامی) عظیم شاہ گلی اوستا محمد۔ 0311-354492

۶۔ ادارہ احکام القرآن، اوستا محمد، ضلع جعفر آباد، بلوچستان۔ 0306-8966861

۷۔ مکتبہ حنفیہ زیب ٹاؤن اوستا محمد، ضلع جعفر آباد، بلوچستان۔ 0336-3971275

# فہرست مضامین

# تقریظ جلیل

استاذ العلماء وعمدۃ الفقہاء شیخ الحدیث مفتی **محمد فاروق** غزالوی (خاصخیلی) دامت برکاتہم العالیہ

رئیس دارالافتاء وشیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بلدیہ ٹاؤن کراچی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

زیب وزینت اختیار کرنا انسانی فطرت میں شامل ہے تاہم مرد وزن ہر دو کیلئے شرع شریف میں دیگر احکام کی طرح اس کے بھی آداب بیان کیئے گئے ہیں مثلاً: عورت سونا چاندی سے مزین ہوسکتی ہے تاہم لوہا، پیتل اور دیگر دھاتیں اس کے لئے حرام ہیں۔ اسی طرح مرد حضرات کیلئے بھی ان دھاتوں کے ساتھ سونا اور جبکہ چاندی کی معین مشروع مقدار سے زائد ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ انگوٹھی بھی زینت کا ایک اہم جزء ہے جسے صدیوں سے مرد وزن استعمال کرتے چلے آرہے ہیں اسلام میں بھی دونوں اصناف کیلئے اسے مشروط طور پر استعمال کی اجازت ہے لیکن آج جس طرح عوام کے ساتھ بعض خواص زیب وزینت بالخصوص انگوٹھی کے استعمال میں شرعی آداب سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں باعث افسوس ہے غالباً اسی کوتاہی پر متنبہ کرنے کی غرض سے عزیزم مولانا جان محمد اطاءاللہ عمرہ کو قلم اٹھانے کی زحمت اٹھانی پڑی۔

مولانا موصوف اس ہیچ مداں کے پاس فقہ واصول فقہ کی چند اہم کتب کا درس حاصل کرتے رہے اس لئے ذاتی طور پر ان کی اخاذِ طبیعت سے بھی واقف ہے ان کی متعلق میری اس رائے کی تائید ان کی اس تالیف سے بخوبی بیان ہے میں ان کی اس علمی کاوش کو عدم فرصتی کی بناء پر بالاستیعاب دیکھنے سے تو محروم رہا تاہم جہاں سے بھی دیکھا خوب پایا میری دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا اور تالیف دونوں کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد فاروق غزالوی

خادم الحدیث والافتاء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کراچی

# تقریظ جلیل

حضرت علامہ مولانا محمد عارف نورانی دامت برکاتہم العالیہ

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و ناظم اعلیٰ و مدرس جامعہ غوثیہ رجبیہ نیمرغ ضلع قلات بلوچستان

الحمدللّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الرسل و خاتم النبیین وعلی الہ الطاھرین واصحابہ الصادقین الی یوم الدین

اما بعد عزیز محترم جناب جان محمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے انگوٹھی کے احکام ومسائل کے متعلق ایک بہترین رسالہ مرتب کیا ہے جس میں وضاحت کی ہے کہ مرد وعورت کے لئے شریعت کونسی انگوٹھی پہننے کی اجازت دیتی ہے اور کس انگوٹھی کے پہننے کی اجازت نہیں دیتی۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر گوشے میں اسلامی احکام کو نافذ کرے۔ بعض مرد حضرات خاص کر شادی کے موقع پر دولہے سونے کی انگوٹھی پہنے نظر آتے ہیں اور بعض لوگوں کے ہاتھوں میں ایک سے زیادہ انگوٹھیاں نظر آتی ہیں حالانکہ یہ چیزیں شریعت مطہرہ میں ناجائز وحرام ہیں۔ مزید شرعی احکام کی تفصیل آپ رسالہ کے اندر پڑھیں گے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے مولانا [redacted] صاحب کو انہوں نے ایک اہم شرعی مسئلہ پر قلم اٹھایا اور اس کے بارے میں بہت اچھا مواد بڑی اچھی ترتیب کے ساتھ جمع فرما کر مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہے اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو نافعِ خلائق بنائے اور اس کے مرتب کے علم وعمل اور اخلاص میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

احقر الناس محمد عارف نورانی

# تقریظ جلیل

## استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد اسماعیل حبیبی قادری دامت برکاتہم العالیہ

صدر المدرسین جامعہ ضیاء العلوم و پروفیسر ڈگری کالج اوستہ محمد، ضلع جعفر آباد، بلوچستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداو مُصلّیا و مسلما اَمّا بعد

عزیزم محترم جناب مولانا جان محمد بلیدی حفظہ اللہ تعالیٰ من کُلّ شرّ حا سِدِ اِذا حسد سابقہ متعلّم جامعہ ضیاء العلوم اوستہ محمد بلوچستان نے جو رسالہ نافعہ بنام "انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت" تالیف وتدوین کی ہے اسکے مسودے کی ایک کاپی بندہ کے پاس پہنچی جسکے اکثر مقامات و صفحات نظر سے گزریں، ماشاء اللہ مولانا موصوف نے جس تحقیق انیق وتوضیح عتیق بمع تزیین حوالہ جات کے اپنی اس کاوش کو تحریری صورت میں پیش کیا ہے وہ قابل تحسین ولائق آفرین ہے کیونکہ یہ کاوش اپنے موضوع کے تمام پہلوؤں کو شامل وکامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دُعا ہے کہ مولانا موصوف کو ترک جہاں گشتی وشوق تکمیل علوم شرعی کی توفیق عطا فرمائے[۱] اور مولانا موصوف کی عمر وصحت علم وعمل میں مزید برکت عطا فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

بقلم خاکپائے علماء اہلسنت

پروفیسر محمد اسماعیل حبیبی قادری

---

[۱]....قبلہ استاذ صاحب کے یہ دعائیہ جملے قبول ہوئے اور الحمد للہ جہاں کی گشت ترک ہوئی اور بفضلہ تعالیٰ تکمیل علوم شرعی ہوئی فقیر نے اہل السنۃ والجماعۃ کے ایک عظیم دینی درس گاہ جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر میں جانشین مفتی اعظم فقیہ العصر شیخ الحدیث مفتی محمد ابراہیم القادری متعنا اللہ بطول حیاتہ کے زیر سایہ دورہ حدیث کیا اور اپنے محسن استاذ علامہ حاجی خان قادری دامت برکاتہم العالیہ کے زیر سایہ جامعہ حنفیہ زیب ٹاؤن اوستا محمد بلوچستان میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہا ہے دُعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ خلوص کے ساتھ دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# تقریظ جلیل

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد عمر سیفی دامت برکاتہم العالیہ

مدرس ورئیس دارالافتاء دارالعلوم حنفیہ، زیب ٹاؤن اوستہ محمد بلوچستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ الطیبن الطاھرین واصحابہ الھادین المھدیین اما بعد۔

دین اسلام ایک مکمل ضابط حیات کا نام ہے۔جس میں ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی موجود ہے لیکن آج اس پرفتن دوَر میں دین سے دوری کے سبب مسلمانوں کی اکثریت دینی مسائل سے ناواقفیت کی وجہ سے اپنی آخرت کا نقصان کرتے نظر آتے ہیں آئے روز نئے فیشن کے درپے ہیں اس سلسلے میں مردوں کا زیورات پہننا بھی ایک فیشن بن چکا ہے جیسا کہ اکثر نوجوان سونے کی انگوٹھی ، چھلا، زنجیر وغیرہ بڑے فخر سے پہنے پھرتے ہے حالانکہ رسول ﷺ نے مرد کے لیے سونے کو حرام فرمایا اور سونے کی انگوٹھی کی وعید بیان فرماتے ہوئے اسے ایک صحابی کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دیا جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ سونے کی انگوٹھی ایک نوجوان کے ہاتھ میں دیکھی آپ ﷺ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جہنم کی چنگاری کی طرف قصد کرتا ہے کہ وہ اسے ڈال دے اپنے ہاتھ میں نبی کریم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اسے کہا گیا کہ اسے اٹھاؤ اور اس سے فائدہ لوتو اس نوجوان نے جواباً کہا: لا واللہ لا آخذ ابداً قدطرحہ ﷺ نہیں قسم بخدا میں اُسے کبھی بھی نہیں اٹھاؤں گا۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا یہ ہے آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت ۔اور بعض جاہل لوہا، تانبہ ، جست ،وغیرہ کے انگوٹھی، چھلا، زنجیر اور کڑے وغیرہ پہنتے ہیں یہ مرد وعورت دونوں کیلئے ناجائز وحرام ہیں انہیں رسول اللہ ﷺ نے جہنمیوں کے زیور کہا اور بعض جاہل تو پورے جسم کو زنجیروں سے جکڑ کر کہتے ہیں ہم

فلاں کے قیدی ہیں۔ اور بعض جاہل مقدس جگہوں مثلاً سہون شریف یا دیگر مزارات اولیاء اللہ کے ہاں بکنے والے ممنوع دھاتوں کی انگوٹھی، چھلہ اور کڑے وغیرہ تبرکا پہنتے ہیں حالانکہ جو چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ناجائز وحرام فرمائیں ہے وہ کسی مقدس جگہ کی وجہ سے نہ متبرک ہونگے اور نہ ہی جائز وحلال ہونگے اور بعض جاہل صوفی اور مخالفِ شریعت پیروں نے تو بزعم خویش کئی انگوٹھی، چھلے اور کڑے وغیرہ پہننے کو نہ صرف فقیری بلکہ عین تصوف سمجھ رکھا ہے حالانکہ مرد کو صرف چاندی کی ایک انگوٹھی ایک ہی نگ کے ساتھ اور وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہننا جائز ہے باقی اس کے علاوہ ایک یا ایک سے زائد انگوٹھیاں یا چھلہ وغیرہ خواہ کسی بھی دھات کے ہوں پہننا ناجائز وحرام ہے اور پہننے والا گناہ گار ہے ایسے پیروں سے بیعت کرنا جائز نہیں۔ اللہ پاک ایسے جاہلوں سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ اور شریعت محمدی ﷺ پر ہمیشہ قائم دائم وعمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس صورت حال کے پیش نظر محترم جناب مولانا جان محمد بلیدی جو ایک طالب علم ہیں انہوں نے یہ رسالہ نافعہ بنام "انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت" کو قلم بند کر کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کی اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مولانا موصوف کی اس سعی کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اسے نافع خلائق بنائے اور اس کے مؤلف کے علم وعمل میں مزید برکتیں فرمائی آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ احقر الناس محمد عمر سیفی

# تقریظ جلیل

پیر طریقت حضرت علامہ ومولانا صاحبزادہ صدام حسین سیفی دامت برکاتہم العالیہ

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ومدرس جامعہ دار العلوم حنفیہ زیب ٹاؤن اوستہ محمد

الحمدللہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اما بعدفاعوذ بااللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم علامہ جان محمد حفظہ اللہ تعالیٰ کا رسالہ بنام انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت کا کچھ حصہ مطالعہ کیا دل کو بے حد خوشی ہوئی کہ مولانا موصوف نے احادیث اور آئمہ فقہاء کرام کے اقوال سے مزین

ایک ایسے مضمون کو مرتب کیا جس کی بہت ضرورت تھی۔ مولانا موصوف انتہائی محنتی ذھین با صلاحیت اور خدمت دین کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ آپ نے متعدد علمی وتحقیقی کتب ورسائل مرتب کیئے ہیں جو کہ ان شاء اللہ عزوجل عنقریب شائع ہو کر منظر عام پر آئینگے۔ اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔ اور مولانا موصوف کو نظر بد اور شریروں کے شر اور حاسدوں کے حسد اور دشمنوں کی چال سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین یارب العالمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

عاجز صدام حسین سیفی

مدرس دارالعلوم حنفیہ، زیب ٹاؤن اوستہ محمد

# تقریظ جلیل

## فاضلِ نوجواں حضرت علامہ مفتی احمد حسین سکندری حسینی دامت برکاتہم العالیہ

صدر المدرسین ومفتی دارالاشاعت لاہوری محلہ لاڑکانہ سندھ

الحمدللّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اما بعدفاعوذ بااللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب علامہ ابوالفرح جان محمد الصوفی القادری المدنی صاحب کی کتاب بنام انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت کے چند اوراق کا مطالعہ کیا موجودہ دور میں ایسے پیچیدہ مسئلے کو بقول آپ کے چند ہی دنوں میں بڑی تحقیق کے ساتھ تیار کر کے بہت ہی احسن انداز میں ترتیب دے کر ایک گل دستے کی صورت میں پیش کرنے سے یقیناً آپ کی شخصیت واضع ہو رہی ہے آپ موصوف نہ صرف مصنف بلکہ ایک بہترین مقرر اور مدرس بھی ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور آپ کو دارین کی سعادتیں، دین متین کی خدمت میں گذارنے والی شب وروز، علم نافع میں پختگی اور درازی عمر بالخیر عطا فرمائے۔ آمین

فقیر احمد حسین سکندری حسینی

# شرفِ انتساب

میں اپنے اس چند اوراق پر مشتمل کتابچہ کو خلوص دل کے ساتھ شیخ طریقت، رہبر شریعت، ہادی سنت، قاطع شرک و بدعت، عاشق اعلی حضرت، امیر اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ و مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتھم العالیہ۔

اور

استاذی واستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ وملا نا مفتی محمد عمر سیفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

اپنے والدین کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کے فیض و برکت سے رب کریم جل شانہ نے مجھ نکمے کو بھی اپنے دین کے متعلق کچھ لکھنے کی سعادت بخشی اللہ کریم جل شانہ کی بارگاہ اقدس میں التجاء ہے کہ وہ رب کریم جل شانہ مجھے اپنے پیر و مرشد اور اساتذہ کرام اور جملہ مشائخ اہلسنّت سے سچی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے والدین کا سایہ میرے سر پر تا دیر قائم ودائم فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے علماء اہلسنت

ابو الفرح جان محمد قادری عطاری

# وجہ تالیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد۔

آج کل مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد انگوٹھی پہنتی ہے۔عوام تو کیا خواص بھی بڑے شوق سے پہنتے ہیں۔سوائے چند علماء ومشائخ کے جو شریعت کے مطابق پہنتے ہیں ورنہ اکثر شائقین حضرات تو سونا، چاندی، لوہا، پیتل وغیرہ کی کئی انگوٹھیاں پہنے ہوئے ہوتے ہیں بعض تو نماز بھی اسی حالت میں نہ صرف پڑھتے بلکہ پڑھاتے بھی ہیں۔بعض جاہل صوفی اور نام نہاد پیروں نے تو بزعم خویش کئی انگوٹھیوں، چھلے اور کڑے وغیرہ پہننے کو تصوف سمجھا ہے۔یہ صورت حال دیکھ کر دل میں خیال آیا کہ ایک رسالہ مرتب کیا جائے جس میں انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت کو بیان کیا جائے ہوسکتا ہے کہ کوئی اسے پڑھ کر اس پر عمل کرے اور وہ میرے لیے نجات کا ذریعہ بنے آخر کار مدرسہ گلزار حبیب سلیم کالونی اوستا محمد میں بیٹھ کر چند کتابیں (جن کا نام ماخذ ومراجع کے عنوان کے تحت رسالہ کے آخر میں مرقوم ہے) رکھ کر اللہ تعالیٰ عزوجل پر توکل کرتے ہوئے کام شروع کیا چند ہی دنوں میں بعونہ تعالیٰ رسالہ مکمل ہوا یہ میری قابلیت نہیں بلکہ یہ میرے والدین اور اساتذہ کرام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اور دورانِ تالیف درجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا۔

(۱) قرآنی آیت کا ترجمہ کنزالایمان سے کیا۔

(۲) اکثر احادیث اور علماء کرام کی عبارات درج کر کے اس کا سلیس ترجمہ کیا اور کبھی کبھی عبارات کا خلاصہ درج کر کے کتاب کے حوالہ کے ساتھ ملخصاً لکھا۔

(۳) کسی ترجمہ کو بامحاورہ یا کسی بات کو واضح کرنے کیلئے اگر کوئی اضافہ ضروری سمجھا تو اسے قوسین ( ) میں بند کیا۔

**اپیل:** قارئین حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس رسالہ کو نہ صرف خود پڑھیں بلکہ نیکی کی دعوت کو عام کرنے کی نیت سے دوسروں کو بھی اسے پڑھنے کی ترغیب دیں کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ **الدال علی الخیر کفاعلہ** نیکی کی طرف راہ دکھانے والا نیکی کرنے والے کی

طرح ہے اور ہو سکے تو اس فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم **تھادوا تھابوا** (تم ایک دوسرے کو تحفہ دیا کرو آپس میں محبت بڑھے گی) پر عمل کرنے کے ارادے سے حسب توفیق یہ رسالہ خرید کر دوسروں کو تحفے میں دیں۔ قارئین حضرات سے گذارش ہے کہ دورانِ مطالعہ جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو قرآن کی اس آیت **فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:۴۳)** ترجمہ کنزالایمان: (تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں) پر عمل کرتے ہوئے علماء اہلسنت **دامت فیوضھم** سے رجوع فرمائے اور علماء کرام کثرھم اللہ تعالیٰ سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ دورانِ مطالعہ کتابت وغیرہ میں کوئی شرعی غلطی ملے تو تحریراً اصلاح فرمائیں۔

**اظہار تشکر:** میں ان علماء کرام کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر میرے اس رسالہ کو اپنی تقریظ جلیل سے مزین فرمایا۔ اور میں ان دوستوں کا بھی بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے اس رسالہ کو منظر عام پر لانے میں میرے ساتھ تعاون فرمایا۔ بالخصوص حکیم محمد اسماعیل رند، برادرم صوفی ظفر اللہ قادری، علامہ محمد آصف مدنی، محترم مولانا محمد ابراہیم حسینی، مولانا علی نواز امجدی، علامہ حافظ محمد گلاب علی رضوی، پیر طریقت علامہ صدام حسین سیفی اور جامعہ حنفیہ کے درجہ سادسہ کے طلبہ اللہ کریم جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے ہر عمل خیر کو زیور اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ آمین یارب العلمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

ابو الفرح جان محمد الصوفی القادری المدنی

## انگوٹھی کی تعریف

علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ انگوٹھی کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں: الخاتم حلقة ذات فص من غیرھا فان لم یکن لھا فص فھی فتخة (المواھب شرح الشمائل صفحہ ۸۶)

انگوٹھی نگینہ کے ساتھ گول کڑی کو کہتے ہیں اگر اس کے ساتھ نگینہ نہ ہو تو یہ چھلہ ہے۔

## سب سے پہلے انگوٹھی کس نے پہنی؟

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں سکونت عطا فرمائی تو انہیں عزت کی انگوٹھی بھی عطا فرمائی اور فرمایا: یا آدم! ھذا خاتم عھدی فاذا نسیت عھدی یا آدم! اخلعه منک ثم البسه من انبیائی من لا ینسی عھدی و اورثه خلافتک. اے آدم! یہ میرے عہد کی انگوٹھی ہے جب تم میرا وعدہ بھول جاؤ گے تو میں اسے اتار لوں گا پھر اپنے نبیوں میں سے اس نبی کو پہناؤں گا جو میرا وعدہ نہیں بھولے گا اور میں اسے تیری خلافت کا وارث بناؤں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ڈرتے ہوئے عرض کی اے میرے رب وہ کون ہوگا جسے تو میرا خلیفہ بنائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری اولاد میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام اسے میں تکبر سے محفوظ رکھوں گا اور ان لوگوں کیلئے نمونہ بناؤں گا جو زمین میں بادشاہ ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے وہ انگوٹھی لے کر پہن لی اس کی چمک سے جنتی درخت چمکتے تھے۔ حور و غلمان اسے دیکھ دیکھ کر یوں رب کی ثناء خوانی کرتے تھے فسبحان من اکرمه و اصطفاه پاک ہے وہ ذات جس نے انہیں عزت عطا فرمائی اور انہیں چن لیا یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی اور اپنے رب کے وعدہ کو بھلا دیا تو وہ انگوٹھی ان کے ہاتھ سے غائب

ہوگئی اور جا کے عرش عظیم کے ستونوں میں سے ایک ستون میں لٹک گئی اور انگوٹھی نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے اللہ! یہ آدم ہے۔ جس نے مجھے چھوڑ دیا اور تو نے مجھے پاک رکھا اور مجھے بنایا پاکوں کیلئے تو اللہ تعالیٰ نے اس انگوٹھی سے فرمایا تو میری حفاظت میں رہ عنقریب میں تجھے اس کے سپرد کروں گا جسے میں نے تکبر و غرور سے محفوظ رکھا ہے اسے ایسی بادشاہی عطا کروں گا کہ اس کے بعد کسی کو بھی ایسی بادشاہی نہیں ملے گی تو پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا تاج و تخت اور خلافت سے نوازا تو یہ دسویں محرم صبح کے وقت جمعہ کا دن تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام محراب میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے آپ کے پیچھے علماء، حکماء، قضاء، اہل توریت و زبور کا جمِ غفیر تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام زبور کی تلاوت فرما رہے تھے۔ پرندوں نے ان پر سایہ کیا ہوا تھا اسی دوران حضرت جبریل علیہ السلام نے آواز دے کر کہا السلام علیک یا سلیمان هذه هدية الله اليك خذ هذا الخاتم فتختم به تجھ پر سلام ہو اے سلیمان یہ انگوٹھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لیے تحفہ ہے یہ انگوٹھی لو اور اس کے ساتھ مہر لگاؤ۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے صبح سے لے کر شام تک سجدہ فرمایا آپ کے ساتھ آپ کے تمام مقتدیوں نے بھی سجدۂ شکر ادا کیا۔ یہاں تک کہ جب آپ نے سجدہ سے سر اُٹھایا اپنی کرسی پر بیٹھ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے انگوٹھی کو بلند کیا تو وہ بجلی کی طرح چمک رہی تھی انہوں نے فرمایا اس انگوٹھی میں اللہ تعالیٰ نے میرے لیے عزت، بادشاہی اور مرتبہ اپنے زمانے کے تمام لوگوں پر بلند فرمایا ۔آپ نے فرمایا اس انگوٹھی کو وہ ہی ہاتھ لگا سکتا ہے جو متقی پرہیز گار ظاہر و باطن کا پاکیزہ اور امانت دار ہو۔ تو لوگوں نے کہا اے اللہ کے نبی آپ ہی اس عزت و شان کے لائق ہیں کہ یہ انگوٹھی آپ کو پہنائی جائے۔ اس انگوٹھی کے اوپر چوڑائی میں ایک طرف میں انا اللّٰہ لم ازل، دوسری طرف انا اللّٰہ الحی القیوم، تیسری طرف انا اللّٰہ العزیز

لاعزیزغیری وعزیزمن البسته ایاه، چوتھی طرف آیۃ الکرسی اور انگوٹھی کی گولائی میں لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه خاتم الا نبیاء لکھا ہوا تھا۔

(بستان الواعظین ملخصاً صفحہ ۲۱۳)

## انگوٹھی کون پہنے؟

صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وانما یتختم القاضی والسلطان لحاجته الی الختم فاما غیرهما فالا فضل ان یترک لعدم الحاجة الیه.

(الهدایہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۸۵)

اور انگوٹھی قاضی اور بادشاہ ان کے مہر لگانے کی حاجت کی وجہ سے اور ان دونوں (یعنی قاضی اور بادشاہ) کے علاوہ دوسروں کو مہر لگانے کی حاجت نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دینا افضل ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ثم التختم انما یکون سنة اذا کان له حاجة الی التختم بان یکون سلطانا او قاض اما اذا لم یکن محتاجا الی التختم فالترک افضل. (البنایہ شرح هدایہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۸)

پھر بادشاہ اور قاضی وغیرہ کو بھی انگوٹھی اس وقت سنت ہوگی جب مہر کی ضرورت پڑتی ہو اگر مہر کی ضرورت نہ ہو تو ان کو بھی ترک کرنا افضل ہے۔

باقی عوام کے بارے میں فرماتے ہیں: قال قوم کره لبس الخاتم لغیر السلطان او القاضی لماروی عن ابی ریحانه انه قال نهی رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم عن لبوس الخاتم الالذی سلطان. (ایضاً)

قاضی اور بادشاہ کے علاوہ انگوٹھی پہننے کو فقہاء کرام کی ایک قوم نے مکروہ کہا اسلئے کہ ابو ریحانہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ کے علاوہ دوسروں کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

لیکن امام ابوجعفر طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا رد کیا اور انہوں نے صحابہ و تابعین کی ایک تعداد گنوائی کہ انہوں نے سلطان نہ ہونے کے باوجود بھی انگوٹھیاں پہنی ہیں۔ پھر فرمایافھؤلاء الذین روینا عنهم هذه الا ثار من صحاب رسول الله و تابعينهم قد كانوا يتختمون وليس لهم سلطان (شرح معانی الآثار مترجم جلد۴ صفحہ ۳۴۸)

یہ وہ صحابہ کرام و تابعین ہیں جن سے ہم نے روایات نقل کی ہیں کہ وہ انگوٹھی پہنا کرتے تھے حالانکہ ان کے پاس حکومت نہیں تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کو علماء کرام نے کراہت تنزیہی پر محمول کیا۔

علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وفی ''الكرمانی'' نهى الحلوانی بعض تلامذ ته عنه ، وقال : اذا صرت قاضياً فتختم .وفی ''البستان''عن بعض التابعين : لا يتختم الا ثلاثه : امير ، او كاتب ، او احمق ، وظاهره انه يكره لغير ذى الحاجة لكن قول المصنف افضل كا لهداية وغيرها يفيد الجواز . (ردالمحتار جلد۹ صفحہ ۴۴۰)

کرمانی میں ہے کہ حلوانی نے اپنے بعض طلبہ کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا اور کہا کہ جب تو قاضی بنے تو انگوٹھی بنانا اور بستان میں بعض تابعین سے مروی ہے کہ انگوٹھی صرف تین قسم کے لوگ پہنتے ہیں۔ امیر، کاتب یا احمق اس سے یہ ظاہر ہے کہ حاجت مند کے علاوہ کیلئے مکروہ ہے لیکن مصنف کا قول ''افضل'' جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے جواز کا فائدہ دیتا ہے۔

علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق خلاصہ کلام یہ ہے حنفی فقہاء کرام کے نزدیک بادشاہ، قاضی، متولی وغیرہ غرض کہ جن کو مہر کی ضرورت پڑتی ہو ان کے لیے بطور مہر انگوٹھی پہننا سنت اور ان کے علاوہ دوسروں کیلئے جائز ہے لیکن ترک افضل ہے۔ (ردالمحتار ملخصاً جلد۹ صفحہ ۴۴۰)

انگوٹھی کے شائقین حضرات انگوٹھی کے فضائل میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ

صلاة بخاتم تعدل سبعين بغير خاتم

انگوٹھی کے ساتھ ایک نماز پڑھنا بغیر انگوٹھی کے ستر نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔

اس روایت کے بارے میں علامہ عبدالرحمٰن سخاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ھو موضوع کما قال شیخنا (المقاصد الحسنہ صفحہ ۲۷۱)

وہ موضوع ہے جیسا کہ ہمارے استاذ (ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا۔

علامہ محمد طاہر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی المقاصد کے حوالے سے تذکرۃ الموضوعات میں نقل کر کے فرمایا: موضوع (تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۱۵۸)

یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## تکبر یا زیب و زینت کی نیت سے انگوٹھی پہننے کا حکم

سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی وزن میں ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت اس کا ترک افضل اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت ہے ہاں تکبر یا زنانہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مضموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے تو اچھے کپڑے پہننا بھی جائز نہیں اس کی بات جدا ہے یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنی چاہیے کہ سارا دارو مدار نیت پر ہے درمختار میں ہے کہ آدمی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے بشرطیکہ نیت زیب و زینت کی نہ ہو۔۔۔ اور جو کام تکبر کی وجہ سے کیا جائے تو وہ کام مکروہ ہے اور جو کام کسی ضرورت کے تحت کیا جائے وہ مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ اچھا لباس پہننا مباح ہے جبکہ تکبر نہ کیا جائے اور تکبر نہ ہونے کی تشریح یا علامت یہ ہے کہ عمدہ لباس پہننے کے بعد بھی وہی حالت وکیفیت ہو جو پہلے تھی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۴۱)

## کیسی انگوٹھی پہننا جائز و سنت ہے؟

شریعت میں مرد کیلئے چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے کم ایک نگینہ کے ساتھ ایک

انگوٹھی جائز ہے اور قاضی اور بادشاہ یا علماء اہلسنت ومفتیان کرام کیلئے بطور مہر انگوٹھی بنوانا اور اسے پہننا سنت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور مہر شریف انگوٹھی استعمال فرمائی ہے۔

بخاری، مسلم اور نسائی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:
**لما اراد رسول اللہ ﷺ ان یکتب الی الروم قال قالوا انھم لا یقرئون کتابا الا مختوما قال فاتخذ رسول اللہ ﷺ خاتما من فضة کانی انظر الی بیاضه فی ید رسول اللہ ﷺ نقشه محمد رسول اللہ ﷺ** (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

جب رسول اللہ ﷺ نے روم کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط نہیں پڑھتے تو رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی گویا میں دیکھ رہا ہوں اس چمک کی طرف جو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں تھی اور اُس کا نقش محمد رسول اللہ ﷺ تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کی یادگیری کا ثبوت اس طرح پیش کرتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے اس طرح یاد ہے کہ گویا میں اب بھی اس انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

امام طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ: **کان نقش خاتم رسول اللہ ﷺ ثلثة اسطر، سطر محمد، وسطر رسول وسطر اللہ.** (شرح معانی الآثار جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۴۴)

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں تھا پہلی سطر میں محمد، دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ۔

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کے نقش کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ابن سیرین نے کہا: **کان فی خاتم رسول اللہ ﷺ: بسم اللہ محمد رسول اللہ**، رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی میں **بسم اللہ محمد رسول اللہ** نقش تھا۔ حضرت انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ :کان فص خاتم رسول اللہ ﷺ حبشاً مکتوب علیہ:لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ،لا الہ الا اللّٰہ سطر ، ومحمد سطر و رسول اللّٰہ سطر ، و اسنادہ جید و لکنہ شاذ لمخالفتہ الا حادیث الصحیحۃ . (عمدۃ القاری ملخصاً جلد۲۲ صفحہ ۵۸)

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ حبش کا تھا اس پر لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ایک سطر میں لا الہ الا اللّٰہ ،دوسری سطر میں محمد اور تیسری سطر میں رسول اللّٰہ نقش تھا۔اس کی اسناد جید ہیں لیکن صحیح احادیث کی مخالفت کی وجہ سے یہ شاذ ہے۔اور نوعیت کتابت میں بھی اختلاف ہے۔بخاری و مسلم میں ہے انگوٹھی کا نگ تین سطر میں تھا۔ایک سطر میں محمد ،دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللّٰہ نقش تھا۔فتح الباری میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ کتابت اس طرح ہوگی کہ محمد کی سطر اوپر،رسول کی سطر درمیان اور اُس کے بعد اللہ۔اور فرمایا کہ بعض مشائخ کا کہنا ہے کہ اسمِ جلالت اوپر تھا اور اسمِ حضور ﷺ نیچے اور درمیان میں رسول تھا میں نے کسی حدیث میں اس کی تصریح نہیں دیکھی بلکہ امام اسماعیل (صاحب بخاری) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کا ظاہر اس کے خلاف ہے اس لیے کہ کہا سطر اول میں محمد سطر ثانی میں رسول اور سطر ثالث میں اللہ۔

(فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۷۰۶۸)

اشعۃ اللمعات میں ہے بود نقش خاتم سہ سطر یک سطر پایاں محمد و سطر میانہ رسول و سطر دیگر بالا اللہ شیخ محی الدین نووی گفتہ سطر اول اللہ و سطر دوم رسول و سطر سوم محمد بدین ہیات۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۶۰)

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کا نقش تین سطروں میں تھا ایک سطر میں محمد، درمیانی

سطر میں رسول اور سب سے اوپر والی سطر میں اسمِ جلالت اللہ نقش تھا۔ شیخ محی الدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پہلی سطر میں اللہ، دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں محمد اس شکل میں درج تھا۔




سنن ابی داؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اتخذ رسول اللہ ﷺ خاتما من ذهب وجعل فصه مما يلی بطن كفه ونقش فيه محمد رسول اللہ ﷺ فاتخذ الناس خواتيم الذهب فلما رایٰ هم قد اتخذوها رمی به و قال لاالبسه ابدا ثم اتخذ خاتما من فضة نقش فيه محمد رسول اللہ ﷺ ثم لبس الخاتم بعده ابو بكر ثم لبسه بعد ابی بكر عمر ثم لبسه عثمان حتی وقع فی بير اريس. (ابوداؤد شریف جلد ا صفحہ ۲۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی پیٹ کی طرف کیا اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ نقش تھا تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھی پہننا شروع کر دی جب آپ ﷺ نے ان کو پہنتے دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اسے کبھی بھی نہیں پہنوں گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ ﷺ نقش تھا پھر آپ ﷺ کے بعد اس انگوٹھی کو جناب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے پہنا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے پہنا پھر حضرت عمر فارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اسے جناب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے پہنا حتی کہ بیر اریس (جو کہ مدینہ طیبہ میں مسجد قباء کے بہت قریب ایک کوئیں کا نام ہے اس) میں گر گئی۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: فا ختلفنا ثلا ثة ايام مع عثمان فننزح البئر فلم نجده (بخاری جلد ۲ صفحہ )

ہم مسلسل تین دن تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آتے جاتے رہے حتی کہ ہم نے کنویں کا سارا پانی نکالا پھر بھی ہمیں وہ انگوٹھی نہ ملی ۔ انگوٹھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں بلکہ حضرت معیقیب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت عثمان غنی کے خادم تھے ان کے ہاتھ سے گری تھی ۔ (عمدہ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۸)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس انگوٹھی میں وہ ہی اسرار موجود تھے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں تھے اس لیے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی گم ہوئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی چلی گئی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک گم ہوئی تو لوگوں نے آپ کی خلافت سے بغاوت کی اور خارجیوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلطنت سے خروج کیا اور اس کی ابتداء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ہوئی اور قیامت تک فتنے اور خون وخرابی ہوتی رہے گی ۔ (فتح القدیر ملخصاً جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۶۹)

## چاندی کی انگوٹھی کے جواز پر ایک اعتراض اور اس کا جواب

بعض لوگوں نے بخاری کی اس روایت سے چاندی کی انگوٹھی کے جواز پر اعتراض کیا کہ حضرت انس سے روایت ہے کہ **انہ رای فی ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم من ورق یوماً واحدا ثم ان الناس اصطنعوا الخواتم من ورق والبسوھا فطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتمہ فطرح الناس خواتیمھم.** (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دن بھر چاندی کی انگوٹھی دیکھی پھر لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنائیں اور انہوں نے پہنیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

اس روایت سے اعتراض یہ ہوتا ہے کہ جب چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیوں پھینکا؟ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کی انگوٹھی بھی غیر سلطان کیلئے جائز نہیں ہے۔

جواب: اس اعتراض کے علماء کرام نے مختلف جوابات دیئے ہیں قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ تمام علماء محدثین کا کہنا ہے کہ اس روایت میں امام ابن شہاب سے وہم ہوگیا انہوں نے خاتم من ذھب کے بدلے خاتم من ورق کہا یعنی سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اسے پھینک دیا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ''خاتمہ'' میں جو ضمیر ہے وہ خاتم الذھب کی طرف راجع ہے یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کو حرام قرار دینے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی اپنے لیے چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی کو اس کا بدل بنا کر سونے کی انگوٹھی کو پھینک دیا تو لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھی کو بدل بنا کر سونے کی انگوٹھی کو پھینک دیا۔ امام کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: کہ مذکورہ حدیث میں یہ بات واضح نہیں کہ وہ پھینکی ہوئی انگوٹھی چاندی کی تھی بلکہ وہ مطلق ہے تو اس کو سونے کی انگوٹھی پر محمول کیا جائے گا۔ (عمدۃ القاری ملخصاً جلد۲۲ صفحہ۴۹)

اور بعض علماء نے یہ کہا کہ ان لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں میں محمد رسول اللہ نقش کرایا تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔ لیکن علامہ محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تاویلات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کوئی تاویل چسپاں نہیں ہوتی۔ سب میں بُعد ہے ہاں ان میں سے ایک تاویل سمجھ آتی ہے ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں میں محمد رسول اللہ کندہ (نقش) کرایا ہوا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ کوئی اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(نذہۃ القاری جلد۵ صفحہ۵۳۳)

# کیسی انگوٹھی پہننا حرام ہے؟

سونا، لوہا، تانبے، پیتل، اور جست وغیرہ کی انگوٹھی یا چاندی کی دو انگوٹھیاں یا ایک انگوٹھی دو یا دو سے زائد نگینوں کے ساتھ یا خالی چھلہ پہننا مرد کو ناجائز وحرام ہے باقی عورت سونا اور خالی چھلہ پہن سکتی ہے سونے اور چاندی کے علاوہ باقی دھاتوں کے زیورات عورتوں کے لئے بھی ناجائز وحرام ہیں ان دھاتوں کی حرمت پر چند احادیث طیبہ بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) نسائی شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ: ان رسول اللہ ﷺ نهى عن لبس الذهب الا مقطعا. (نسائی شریف جلد۲ صفحہ ۲۷۴)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے سونے کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر ریزہ ریزہ کر کے (یعنی اگر کپڑے میں سونے کے باریک ریزے لگائے جائیں تو ممنوع نہیں ہے)

(۲) نسائی شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ: اخذ رسول اللہ ﷺ ذهبا بيمينه وحريرا بشماله فقال هذا حرام على ذكور امتي.

(نسائی شریف جلد۲ صفحہ ۲۶۴)

رسول اللہ ﷺ نے دائیں ہاتھ میں سونا اٹھایا اور بائیں ہاتھ میں ریشم اٹھایا پھر فرمایا: یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

(۳) نسائی شریف میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا ہے: احل الذهب والحرير لاناث امتي وحرم على ذكورها

(ایضاً)

میری امت کی عورتوں پر سونا اور ریشم کو حلال کیا گیا ہے اور مردوں پر حرام کیا گیا ہے۔

(۴) بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے

روایت کرتے ہیں: **نھی عن خاتم الذھب** (بخاری شریف جلد۲ صفحہ۸۷۱)

(۵) مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے: نھا ناعن خاتم الذھب او حلقه الذھب
آپ ﷺ نے ہمیں سونے کی انگوٹھی یا سونے کے چھلے سے منع فرمایا۔

(۶) ترمذی شریف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ
**نھی رسول اللّٰہ ﷺ عن التختم بالذھب** (ترمذی جلد۱ صفحہ۳۰۴)
رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

(۷) ترمذی شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ: **نھنی رسول اللّٰہ ﷺ عن التختم بالذھب** (ایضاً)
رسول اللہ ﷺ مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

(۸) مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:
**ان رسول اللّٰہ ﷺ رایٰ خاتما من ذھب فی یدرجل فنزعه فطرحه وقال یعمد احدکم الیٰ جمرة من نار فیجعلھا فی یدہ فقیل للرجل بعد ماذھب رسول اللّٰہ ﷺ خذخا تمک انتفع به قال لا واللّٰہ لآ آخذہ ابدا وقدطرحه رسول اللّٰہ ﷺ** (مسلم شریف جلد۲ صفحہ۱۹۵)
رسول اللہ ﷺ سونے کی انگوٹھی ایک نوجوان کے ہاتھ میں دیکھی آپ ﷺ نے اسکو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جھنم کی چنگاری کی طرف قصد کرتا ہے کہ وہ اسے ڈال دے اپنے ہاتھ میں جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو اس نوجوان سے کہا گیا اسے اٹھاؤ اور اس سے فائدہ لو تو اس نوجوان نے جواباً کہا: نہیں قسم بخدا میں اُسے کبھی بھی نہیں اٹھاؤں گا۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ: ان رسول اللہ ﷺ

اصطنع خاتما من ذهب فكان يجعل فصه فى باطن كفه اذا لبسه فصنع الناس ثم انه جلس على المنبر فنزعه فقال انى كنت البس هذا لخاتم و اجعل فصه من داخل فرمٰى به ثم قال و الله لا البسه ا بدافنبذالناس خواتيمهم ۔(ایضاً)

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی آپ اسے پہنتے وقت اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کرلیا کرتے تھے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہوکر انگوٹھی کو اتار دیا پھر فرمایا میں اس انگوٹھی کو پہنتا تھا تو اس کا نگینہ اندر کی طرف کرتا تھا۔ پھر آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا قسم بخدا میں اسے کبھی بھی نہیں پہنوں گا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دئیں۔

آپ نے جانا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں کس قدر اتباع رسول کا جذبہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی انگوٹھی پھینکتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا کہ قسم بخدا میں اسے کبھی بھی نہیں پہنوں گا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنی انگوٹھیوں کو اتار کر پھینک دیئے حالانکہ یہ بھی تو ہوسکتا تھا اسے بیچ کر اس سے نفع اٹھا لیتے یا اپنی عورتوں کو پہنا لیتے سونے جیسی قیمتی چیز پھینک کر اپنا نقصان نہ کرتے لیکن صحابہ کرام علیہم الرضوان شمع رسالت کے پروانے تھے یہ کسی نقصان کو نہ دیکھتے تھے اگر دیکھتے تھے تو فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے پھر اس کی اقتداء واتباع کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی تھی۔

(۱۰) نسائی شریف میں حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: ان رجلا جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم عليه خاتم من حديد فقال مالى ارى عليك حلية اهل النار فطرحه ثم جاء وعليه خاتم من شبه فقال

مالی اجد منک ریح الاصنام فطر حه ، فقال یارسول اللّٰہ منه ای شیء اتخذہ قال من ورق و لا تتمه مثقا لا . (نسائی شریف جلد۲صفحہ۲۸۸)

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں اس نے اس کو پھینک دیا پھر دوسرے دن پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بتوں کی بو آتی ہے اس نے اس کو بھی پھینک دیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی بناؤں ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاندی کی اور ایک مثقال ( یعنی ساڑے چار ماشے ) پورا نہ کرنا۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: فعلم ان التختم بالذهب والحدید والصفر حرام (ردالمختار جلد۹ صفحہ۴۳۸)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سونا، لوہا، پیتل کی انگوٹھی حرام ہے۔

یعنی ان احادیثِ طیبہ سے ساڑھے چار ماشے سے کم چاندی کی ایک انگوٹھی اور عورتوں کیلئے سونے کے زیورات کے علاوہ دوسرے دھاتوں کی انگوٹھیاں اور زیورات وغیرہ کا حرام ہونا ثابت ہوا۔ جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مردوں کیلئے چاندی کی انگوٹھی پہننا حدیث سے حلال ہے اور سونا، لوہا، پیتل وغیرہ حدیث سے حرام ہے اور پتھر کی انگوٹھی قاضی خان اور شمس الائمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے جائز بتایا۔ (ردالمختار ملخصاً جلد۹ صفحہ۴۳۸)

اس لیے امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جامع الصغیر میں صرف چاندی ہی کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دی فرمایا: لا یتختم الا با لفضة (انگوٹھی صرف چاندی کی پہنے ) امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے اس قول کے تحت صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: هذا نص

على ان التختم بالحجر والحديدوالصفر حرام (ہدایہ جلد۴صفحہ۱۴۸۴)

یہ اس بات پر نص ہے کہ پتھر، لوہا اور پیتل کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔

اور کتاب الآثار میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: لا يعجبنا ان تختم بالذهب والحديد ولاشى من الحلية غير الفضة للرجال فاماالنساء فلاباس لهن بالذهب وهوقول ابى حنيفه رضى الله تعالىٰ عنه (کتاب الآثار صفحہ۲۴)

ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ ہم سونے اور لوہے کی انگوٹھی بنائیں اور اس طرح کوئی دوسری مثلاً پیتل، تانبہ، جست وغیرہ کا زیور مردوں کیلئے صرف چاندی کا استعمال جائز ہے لیکن عورت کیلئے سونے کے استعمال میں کوئی حرج نہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔

صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ انگوٹھی صرف چاندی کی پہنی جاسکتی ہے دوسری دھاتوں کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلا لوہا، تانبہ، جست وغیرہ ان دھاتوں کا استعمال مرد وعورت دونوں کیلئے ناجائز ہے فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد سونا نہیں پہن سکتا ہے۔ (بہار شریعت جلد۳صفحہ۴۲۸)

ہاں اگر لوہے کی انگوٹھی پر چاندی اس طرح چڑھادی جائے کہ لوہا بلکل ظاہر نہ ہوتو ایسی انگوٹھی پہننے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: لاباس بان يتخذ خاتم حديد قدلوى عليه فضة و البس بفضة حتى لايرى

(ردالمحتار جلد۹صفحہ۴۳۹)

ترجمہ: لوہے (وغیرہ) کی انگوٹھی پر یہاں تک چاندی چڑھادی کہ لوہا بلکل دکھائی نہ دے تو ایسی انگوٹھی کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیوروں میں جو بہت

لوگ اندر تانبے یا لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اور اوپر سونے کا پتر (پرت) چڑھا دیتے ہیں اُس کا پہننا جائز ہے۔ (بہار شریعت جلد۳ صفحہ ۴۲۷)

## حضرت سراقہ کی حدیث سے سونے کی جواز پر استدلال اور اس کا رد

بعض لوگوں نے حضرت سراقہ بن مالک کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے سونے کے پہننے کو مردوں کیلئے جائز کہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کیف بک اذا لبست سواری کسریٰ۔ ترجمہ: وہ وقت تیرا کیسا ہوگا جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن، کمر بند اور تاج خدمتِ فاروقی میں حاضر کیئے گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے سراقہ بن مالک کو کنگن پہنائے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا: اللّٰہ اکبر الحمد للّٰہ الذی سلبھما کسریٰ بن ھرمز و البسھما سراقۃ الا عرابی۔ (دلائل النبوت جلد۶ صفحہ ۳۲۶)

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دیہاتی کو پہنائے۔ اس روایت سے یہ استدلال کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سراقہ بن مالک کو کنگن پہنانے کی اظہارِ خواہش اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سراقہ کو کنگن پہنانا اس بات کی دلیل ہے کہ مرد کیلئے سونے کا استعمال جائز ہے۔

جواب: علماء کرام نے اس کا جواب یہ دیا کہ سونے کا استعمال تو حرام ہے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سراقہ کو کنگن پہنانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزے کی تحقیق کیلئے تھا جیسا کہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: لیس فی ھذا استعمال الذھب و ھو حرام لانہ، انما فعلہ تحقیقا لمعجزۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من غیر ان یقرھما فانہ رویٰ انہ امرہ فنزعھما و جعلھما فی الغنیمۃ

و مثل هذا لايد استعمالا ۔(شرح الذرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ ۲۰۸)

ترجمہ: اس (عمل) سے سونے کو استعمال کرنا لازم نہیں آیا حالانکہ وہ حرام ہے کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل رسول اللہ ﷺ کے معجزے کی تحقیق کے لیے تھا اس فعل کو برقرار نہیں رکھا اس لیے کہ مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراقہ کو کنگن اتارنے کا حکم دیا اور آپ نے انہیں مالِ غنیمت میں شامل فرما دیا اور اس کو استعمال شمار نہیں کیا جاتا (لہٰذا اس سے سونے کے استعمال کے جواز پر استدلال کرنا درست نہیں)۔

## لوہے کی انگوٹھی کے جواز پر ایک روایت سے استدلال اور اُس کا رد

بعض لوگوں نے لوہے کی انگوٹھی پہننے کو صحیحین کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے جائز کہا۔ صحیحین کی حدیث ہے سہیل بن سعد الساعدی راوی ہیں کہتے ہیں کہ: جائت امراة الی رسول اللّٰہ ﷺ فقالت یا رسول اللّٰہ ﷺ جئت اھب لک نفسی فنظر الیھا رسول اللّٰہ ﷺ فصعوا النظر فیھا وصو به ثم طأطأ رسول اللّٰہ ﷺ راسه فلما رات المراة انه لم یقض فیھا شیئا جلست فقامه رجل من صحابه فقال یا رسول اللّٰہ! ﷺ ان لم تکن لک بھا حاجة فزوجینھا فقال : ھل عندک من شئ ؟ فقال : لا واللّٰہ یا رسول اللّٰہ! ﷺ فقال : اذھب الی اھلک فانظر ھل تجد شیئاً فذھب ثم رجع فقال : لا واللّٰہ ماوجدت شیئا فقال رسول اللّٰہ ﷺ انظر ولو خاتم من حدید فذھب ثم رجع فقال : لا واللّٰہ یارسول اللّٰہ! ﷺ ولا خاتم من حدید ولکن ھذا ازاری قال سھل ماله رداء فلھا نصفه فقال رسول اللّٰہ: ﷺ ما تصنع بازارک ان لبسته لم یکن علیھا منه شئ وان لبسته لم تکن علیک منه شئ فجلس الرجل حتی اذا طال مجلسه قام فراه رسول اللّٰہ مولّیا فا مربه

فدعی لہ فلما جاء قال ماذا معک من القرآن ؟قال معی سورۃ کذا او سورۃ کذا عددھافقال !اتقرا ھن عن ظھر قلبک قال !نعم قال !اذھب فقد ملکتھا بما معک من القرآن. (مسلم شریف جلداول صفحہ ۴۵۷)

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ھبہ کرنے آئی ہوں آپ مجھ سے نکاح کر لیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف دیکھا اور سر سے پاؤں تک اُس کا جائزہ لیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک جھکا لیا جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صحابی کھڑے ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ !صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ نکاح نہیں کرنا چاہتے تو میرا نکاح اس کے ساتھ کرادیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ تو عرض کی یارسول اللہ !صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم !نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے گھر جاؤ اور تلاش کرو کہ کیا کوئی چیز مل سکتی ہے؟ وہ صحابی اپنے گھر چلے گئے اور واپس آکر عرض کی !اللہ کی قسم !مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تم تلاش کرو اگرچہ لوہے کی ایک ہی ہو وہ صحابی دوبارہ گئے اور واپس آکر عرض کی نہیں یارسول اللہ !صلی اللہ علیہ وسلم لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے البتہ میری یہ چادر ہے اس کا نصف حصّہ میں اسے بطور مہر ادا کرسکتا ہوں حضرت سہیل رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہے کہ اُس شخص کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چادر نہیں تھی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اُس وقت تم کیا کروگے؟ جب تم اسے پہنو گے تو عورت کے پاس پہننے کیلئے کچھ نہیں ہوگا اور اگر عورت اسے پہنے گی تو تمہارے پاس پہننے کیلئے کچھ نہیں ہوگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سُن کر وہ صحابی بیٹھ گئے کافی دیر بیٹھے

رہنے کے بعد کھڑے ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس جاتے ہوئے دیکھا تو انہیں واپس بلوایا وہ واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ تو عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں اور انہوں نے وہ سورتیں گنوادیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم انہیں زبانی پڑھ سکتے ہو؟ تو عرض کی جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا !جاؤ! جو قرآن تمہیں یاد ہے میں نے اُس قرآن کے بدلے تمہارا نکاح اس عورت سے کرادیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ قال انطلق فقد زوجتکھا فعلمھا من القرآن فرمایا میں نے اس عورت سے تمہارا نکاح کرادیا پس تم اسے قرآن سکھا دو۔ بعض لوگوں نے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے لوہے کی انگوٹھی کو جائز کہا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کو طلب کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ اگر جائز نہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں طلب فرماتے؟

اس مذکورہ روایت سے لوہے کی انگوٹھی پہننے کے جواز پر استدلال کرنا چند وجوہات کی بنا پر درست نہیں ہے۔

اوّلاً۔ تو یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ اس روایت کے بارے میں محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث سے جواز پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ ضعیف ہے۔ (مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۸۶۵)

ثانیاً۔ اگر روایت صحیح ثابت ہو بھی تو اس سے مراد قلیل وحقیر چیز ہوگی نہ کہ پہننا مراد ہوگا جیسا کہ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس انگوٹھی سے اس کا پہننا معلوم نہیں ہوتا بلکہ مراد قلیل وحقیر چیز ہے۔ (ایضاً)

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی قیمت سے عورت نفع اٹھائے جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: استدل بہ علی جواز لبس خاتم

الحدید ولاحجة فیه لا نه لا یلزم من جواز الا تخاذ جواز اللبس فیحتمل انه اراد وجود لتنفع المراة بقیمته. (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۶۲)

اس حدیث سے لوہے کی انگوٹھی پہننے کے جواز پر دلیل لی گئی ہے حالانکہ اس سے یہ دلیل نہیں لی جاسکتی اس لیے کہ انگوٹھی کا لینا اُس کے پہننے کو لازم نہیں۔ ہاں اس کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ اس کی قیمت سے عورت نفع اُٹھائے گی۔

ثالثاً۔ یہ روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول انـه حلیتـه من اهل النار (بیشک یہ جہنمیوں کا حلیہ ہے) سے منسوخ بھی ہے اور منسوخ سے اس کے جواز پر استدلال جائز نہیں جیسا کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: قال ابن العربی : ذکر خاتم الحدید کان قبل النهی عنه بقوله صلی اللہ علیہ وسلم انه حلیة اهل النار ، فنسخ النهی جوازه وطلبه له . (عمدۃ القاری جلد ۲۰ صفحہ ۱۹۳)

ابن عربی نے کہا کہ لوہے کی انگوٹھی کا ذکر اس کے منع سے پہلے کا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ بیشک یہ جہنمیوں کا حلیہ ہے تو اس منع نے اس کے جواز اور طلب کرنے کو منسوخ کر دیا۔ بعض محدثین کرام نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شامل کیا ہے۔

## تانبے کی انگوٹھی مکروہ اور چاندی کی جائز کیوں؟

سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پروانہ شمع رسالت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال کیا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی جائز رکھی جائے جو اس سے بیش بہا (یعنی زیادہ قیمتی) ہے اور تانبے وغیرہ کی مکروہ؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: چاندی کی انگوٹھی تذکیر آخرت (یعنی آخرت کی یاد دلانے) کیلئے جائز رکھی گئی ہے کہ سونا، چاندی جنتیوں کا زیور ہے تانبے وغیرہ کا وہاں کیا کام۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۲۵)

# حضرت براء کی حدیث سے سونے کی انگوٹھی کے جواز پر استدلال اور اُس کا رد

امام احمد اپنی مسند میں روایت فرماتے ہیں کہ محمد بن مالک نے کہا کہ: میں نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مال غنیمت غلام و متاع حاضر تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرما رہے تھے سب کچھ بانٹ دیا یہ انگوٹھی باقی رہ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے صحابہ کرام کو دیکھا پھر نگاہیں نیچے کرلیں پھر اٹھا کر دیکھا پھر نگاہیں نیچے کرلیں پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی پھر فرمایا: خذ البس ما کساک اللہ و رسولہ پہن لے جو کچھ تجھے اللہ اور اس کا رسول پہنائے راوی کہتے ہیں کہ حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے تم مجھے کیسے حکم دیتے ہو کہ میں اس انگوٹھی کو اتار دوں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ پہن لے جو کچھ تجھے اللہ اور اس کا رسول پہنائے۔

(مسند احمد بن حنبل ملخصاً جلد ۴ صفحہ ۲۹۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو علماء محدثین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاصیات میں شمار کیا ہے۔ جیسا کہ خود حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے واضح ہے اور بعض علماء نے کہا کہ ممکن ہے کہ حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منع نہ پہنچی ہو یہ قول اس اعتبار سے درست نہیں کہ صحیحین میں یہی حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممانعت کی روایت نقل کرتے ہیں کہ: نھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن خاتم الذھب (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۷۱)

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا:

اور فقہاء کرام نے بخاری شریف کی درج ذیل اس حدیث سے منسوخ بھی کہا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: **کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس خاتما من ذھب فنبذہ فقال لاالبسہ ابدافنبذالناس خواتیھم** (بخاری شریف جلد۲ صفحہ ۸۷۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے پھر اسے پھینک دیا اور فرمایا میں اسے کبھی بھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں

## فعل صحابہ سے سونے کی انگوٹھی کے جواز پر استدلال اور اُس کا رد

بعض علماء نے چند صحابہ وتابعین کے عمل سے استدلال کرتے ہوئے سونے کی انگوٹھی کو جائز کہا ہے کہ صحابہ وتابعین کی ایک جماعت سونے کی انگوٹھی پہنتی تھی جیسا کہ صحابہ میں حضرت انس بن مالک، براء بن عازب، جابر بن سمرہ، حذیفہ بن یمان، زید بن ارقم، زید بن حارث، سعد بن ابی وقاص، صہیب بن سنان، طلحہ بن عبید اللہ، عبداللہ بن یزید اور ابو اسید۔ اور تابعین میں سے حضرت ابن عباس کے غلام حضرت عکرمہ، ابو بکر محمد بن عمرو بن حزم اور اس کے علاوہ دوسرے رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علماء کرام نے اس کے دو جواب دیئے ہیں (۱) ممکن ہے کہ ان تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منع نہ پہنچی ہو لیکن یہ قول صحیح نہیں ان میں سے بعض صحابہ وہ ہیں جن سے منع کی روایات مروی ہیں۔ (۲) اور یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے کی انگوٹھی کو پہننا دنیا سے دور رہنے کیلئے تھا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کو زیورات پہننے سے منع فرمایا باوجود اس کے کہ یہ عورتوں کیلئے مباح تھا۔ (عمدۃ القاری ملخصاً جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

## سونے کی انگوٹھی کے جواز پر قیاساً استدلال اور اُس کا رد

بعض علماء کرام نے کہا کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا ایک ہی نہی سے منع کیا گیا جب اس معاملے میں سونے اور چاندی کو برابر رکھا گیا اور ان کے لیے ایک ہی حکم دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں عموم ہے پھر چاندی کی انگوٹھی سے منع نہیں کیا گیا تو سونے کی انگوٹھی پہننے کا بھی وہ ہی حکم ہوگا جو چاندی کا ہے۔ اس کا جواب علماء کرام نے یوں دیا کہ قیاساً تو بات درست ہے کہ چاندی کی انگوٹھی کی طرح سونے کی انگوٹھی بھی جائز ہونی چاہیے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا لہٰذا اس وجہ سے قیاس کو ترک کیا گیا اور یہ ایک اصولی قاعدہ ہے کہ نص کی وجہ سے قیاس کا ترک واجب ہے۔

## سفر کی حالت میں سونے کی انگوٹھی کے جواز پر ایک بہانہ اور اس کا رد

آج کل نفسانی خواہشات کے پیروکار عجیب وغریب بہانے بازیاں کرتے نظر آتے ہیں ان میں سے ایک عجیب بہانہ نظر کے سامنے آیا ہے کہ بھئی ! ویسے تو سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے لیکن ایک وقت جائز ہے وہ یہ ہے کہ بندہ جب کسی سفر میں جاتا ہو تو اس وقت پہن کر جائے اس نیت سے کہ بوقت ضرورت کام آئے۔ یقیناً یہ ایک شیطانی چکر ہے مطلق نص سے حرام شدہ چیز کو حلال کرنے کا۔ نہ کہ کسی اہل علم نے اس طرح کا مسئلہ بتایا ہوگا، بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص نے کوئی ایک بات کہہ دی جس کو عوام کے ذہن نے قبول کیا تو وہ اس پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں جب علماء کا فتویٰ سامنے آتا ہے تو وہ اسے رد کر دیتے ہیں ایسے اشخاص دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

الغرض سونے کی انگوٹھی مرد کیلئے کسی بھی حال میں پہننا جائز نہیں باقی ضرورت کی بناء پر

ساتھ لے جاسکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔اس مسئلہ کے متعلق شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ سونے کی انگوٹھی اس نیت سے سفر میں پہن کر جانا کہ بوقت ضرورت کام آئے درست ہے یا چاندی، سونا، جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے؟ تو جواباً ارشاد فرمایا: سونے کی انگشتری مرد کے لئے جائز نہیں ہے چاندی کی انگشتری ایک نگ کی ( نگ جتنی قدر بھی قیمتی ہو) ساڑھے چار ماشہ سے کم کی مرد کو پہننا جائز ہے چاندی، سونا جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی مفتی اعظم جلد ۵ صفحہ ۱۲۳)

## علاج وغیرہ کی غرض سے ممنوع دھاتوں کی انگوٹھیاں پہننے کا حکم

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت پروانہ شمع رسالت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ لوہے یا تانبے کا چھلا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ اس گمان سے پہنتے ہیں کہ مہا وغیرہ سے مفید ہوئے انہیں بھی جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: کہ چاندی سونے کے سوا لوہے پیتل، رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں چہ جائیکہ مردوں کے لئے اور عوام کا یہ اختراعی خیال ممانعت شرع کو رفع نہیں کرسکتا اگر ناجائز چیز کو دوا کیلئے استعمال کرنا جائز بھی ہو تو وہاں کہ اس کے سوا دوا نہ ملے اور یہ امر طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے اخبار سے معلوم ہو اور یہاں دونوں امر متحقق نہیں۔۔۔نہایہ میں اس حرام دوا کے استعمال کرنے کو جائز قرار دیا ہے جس کے متعلق کوئی مسلمان طبیب بتائے کہ اس میں شفا ہے اور کوئی ایسی مباح دوا نہ پائے جو اس کے قائم مقام ہو سکے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۳)

## ممنوع دھاتوں کی انگوٹھیوں کا خرید وفروخت کرنا کا حکم

جب ان ممنوع دھاتوں کی انگوٹھی پہننا ہر طرح سے مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے تو ان کا بنانا اور بیچنا دونوں ناجائز ہے کہ یہ ناجائز کام پر اعانت ہے اور ناجائز کام پر اعانت کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (المائدہ:۲)

ترجمہ (کنز الایمان) اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

درالمختار میں ہے: فاذاثبت کراھة لبسھا للتختم ثبت کراھة بیعھا و صیغھا لمافیه من الا عانة علی ما لا یجوز و کل ما ادی الی ما لا یجوز لا یجوز. (درالمختار جلد ۹ صفحہ ۴۳۸)

پس جب ان دھاتوں کی انگوٹھی کا پہننا مکروہ ہونا ثابت ہوا تو ان کا بیچنا اور بنانا دونوں کا مکروہ ہونا ثابت ہوا کہ یہ ناجائز کام پر اعانت ہے اور ہر وہ چیز جو ناجائز کام کی طرف داعی ہو وہ بھی ناجائز ہے۔

## ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز وامامت مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پروانہ شمع رسالت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چاندی کی انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی سونے، کانسے، پیتل، لوھے، تانبے کی مطلقا ناجائز ہے گھڑی کی زنجیر سونے

، چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت (مکمل) صفحہ ۱۹۶)

مفتی اعظم ہالینڈ مفتی عبد الواجد قادری لکھتے ہیں کہ گھڑی کی زنجیر (چین) خواہ چاندی کی ہو یا سونے کی یا پھر وہ ہاتھوں میں استعمال کی جاتی ہو یا جسموں میں لٹکا کر یا پھر گلوں میں سب مردوں کو حرام اور دیگر دھاتوں کی بھی ممنوع ہیں کیونکہ سناروں کے یہاں چیز یکے از قسم زیورات ہے اور زیورات میں صرف ایک انگوٹھی بشرطیکہ صرف ایک نگ والی ہو اور ساڑھے چار ماشہ (چار گرام) سے زائد وزن کی نہ ہو مردوں کو حلال ہے باقی زیورات کا استعمال حرام ہے اور جن چیزوں کا استعمال ممنوع ہو اور انہیں پہن کر نماز ادا کرنا یا امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہکذا فی احکام شریعت للامام احمد رضا قدس سرہ وھو تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی یورپ صفحہ ۱۸۹)

سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ: فی الواقع ریشمیں کپڑا پہن کر نماز مرد کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ اسے اتار کر پھر پڑھنا واجب جبکہ اللہ عزوجل نے مرد کو ریشمیں کپڑا گھر میں پہننا حرام کیا تو خود اس کے دربار میں اسے پہن کر حاضر ہونا کس درجہ گستاخی و بے ادبی ہوگا جو بات گھر بیٹھ کر تنہائی میں کرنا تو قانون سلطانی میں جرم ہو وہ خود بارگاہ سلطانی میں اس کے حضور کھڑے ہو کر کرنا کیسی صریح بیبا کی اور بادشاہ کا موجب ناراضی ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اور پر ظاہر کہ نماز امام کی یہ کراہت نماز مقتدیان کی طرف بھی سرایت کرے گا تو ان سب کی نمازیں خراب و ناقص ہونے کا یہی شخص باعث ہوا۔۔۔ بعینہ یہی حکم ان سب چیزوں کا ہے جن کا پہننا ناجائز ہے جیسے ریشمی کمر بند یا مغرق ٹوپی یا وہ کپڑا جس پر ریشم یا چاندی یا سونے کے کام کا کوئی بیل بوٹا چار انگل سے زیادہ عرض کا ہو یا ہاتھ خواہ پاؤں میں تانبے، سونے، چاندی، پیتل، لوہے کے چھلے یا کان میں بالی یا بندا یا سونے خواہ تانبے، پیتل، لوہے کی انگوٹھی اگرچہ ایک تار کی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی ایک

انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں اگر چہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں کہ یہ سبب چیزیں مردوں کو حرام وناجائز ہیں اوران سے نماز مکروہ تحریمی اور تانبے، پیتل اور لوھے کے زیور تو عورتوں کو بھی حرام ہیں انہیں پہن کران کی نماز بھی مکروہ تحریمی ان مسائل کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے اللہ عزوجل مسلمانوں کوھدایت فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 306 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور ملفوظات میں بھی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول موجود ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ: سونے یا تانبے یا لوہے، یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگر چہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت (مکمل) صفحہ ۳۰۹)

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے مفتی محمد عبدالرحیم المعروف بہ نشتر فاروق صاحب تحریر فرماتے ہیں: لوہا، تانبہ، پیتل وگلٹ کی انگوٹھی مرد وعورت دونوں کے لئے اور سونے کی مرد کے لئے ناجائز حرام ہے بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے لیکن اصح یہی ہے کہ حرام ہے ---یہ حکم ان اشیاء کا خارج نماز پہننے کا ہے تو ظاہر ہے انہیں پہن کر نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ کمافی الدرالمختار واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی بریلی شریف صفحہ ۱۸۱)

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے ایک اور مفتی محمد احسن رضوی صاحب تحریر فرماتے ہیں گھڑی کی چین یا گلے کی زنجیر یا بٹن کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کے لئے حرام ہے اور دھاتوں کی ممنوع اور جو چیزیں منع کی گئی ہیں انہیں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے (ایضاً صفحہ ۲۷۲)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقارالدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: مرد کے لئے ایک چاندی کی انگوٹھی ان شرائط کے ساتھ جائز ہے کہ چاندی کا وزن ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور اس میں نگ بھی ضرور ہو نگ ایک ہی ہونا چاہیے اگر دو نگ لگے ہوں تو

ناجائز ہوگی بالکل چھلے کی شکل میں ہو تو وہ بھی ناجائز ہے اور ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا ناجائز ہے اور سونے کی انگوٹھی پہننا مرد کے لئے حرام لہذا جو امام دو انگوٹھی پہنتا ہے تو اس کی نماز مکروہ تحریمی ہے تو اس کی امامت بھی مکروہ ہے اور اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی جائیں گی ان کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ (وقار الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

واجب الاعادہ اس لئے ہے کہ فقہی ایک قاعدہ ہے کہ : کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحر یم تجب اعادتھا (درالمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہے۔

صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تصویر کے متعلق کراہت کی صورتیں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں : والصلاۃ جائزۃ فی جمع ذالک لاستجماء شرائطھا وتعاد علی وجہ غیرہ مکروھو الحکم فی کل صلوٰۃ ادیت مع الکراھۃ .

(ھدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۵ اسلامک کتب خانہ لاہور)

اور ان تمام صورتوں میں نماز کی شرائط پائی جانے کی وجہ سے نماز جائز ہے لیکن غیر مکروہ طریقے پر نماز کا اعادہ کیا جائے گا اور یہی حکم ہے ہر اس نماز کا جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: والصلاۃ جائزۃ فی جمع ذالک لاستجماء شرائطھا وارکانھا وتعاد علی وجہ غیر مکروہ وھو الحکم فی کل صلوٰۃ ادیت مع الکراھت کذا فی الھدایہ فان کانت تلک الکراھۃ تحریم فتجیب الاعادۃ او تنزیہ فتستحب فان الکراھۃ التحریمییۃ فی رتبۃ الواجب کذافی فتح القدیر . (فتاوی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۶۹)

جتنی مکروہات کی صورتیں مذکور ہوئیں ان سب میں نماز کی شرائط وارکان پائی جانے کی

وجہ سے نماز جائز ہے لیکن نماز کا اعادہ اس طرح کیا جائے گا کہ کوئی کراہت کی وجہ نہ رہے اور یہی حکم ہے ہر اس نماز کا جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو پس اگر یہ کراہت تحریمی ہو تو اعادہ واجب اور اگر کراہت تنزیہی ہو تو اعادہ مستحب ہے اس لئے کراہت تحریمی واجب کے مرتبے میں ہے اسی طرح فتح القدیر میں ہے۔

امداد الفتاح میں ہے کہ: فالصلاة صحيحة في جميع صور الكراهة لا ستجماع شرائطها وتعاد على وجه غير مكروه وهو الحكم في كل صلاة اديت مع الكراهة .قال في "التجنيس والمزيد " وكل صلاة اديت مع الكراهة فانها تعاد لا على وجه الكراهة قوله عليه السلام : "لايصلى بعد ها صلاة مثلها" تا ويله النهي عن الاعادة بسبب الوسوسة فلا يتناول الاعادة بسبب الكراهة ذكرصدر السلام البزدوى فى " الجامع الصغير" انتهى. (امداد الفتاح صفحہ ۳۷۲)

نماز صحیح ہے کراہت کی تمام صورتوں میں نماز کی شرائط کی جمع ہونے کی وجہ سے اور غیر مکروہ کے طور پر نماز کا اعادہ کیا جائے گا اور یہی حکم ہے ہر اس نماز کا جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو التجنیس والمزید میں ہے کہ کہا کہ ہر وہ نماز جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو اسے غیر مکروہ کے طور پر لوٹائی جائے گی رہا رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ کوئی نماز دوبارہ اسکی مثل نہیں پڑھی جائے گی تو اس کی تاویل شیخ السلام بزدوی نے الجامع الصغیر میں یہ ذکر کیا کہ وسوسے کی وجہ سے نماز کے اعادہ کی ممانعت ہے یہ کراہت کے سبب اعادہ کو شامل نہیں ہوگی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مکروہات کی تمام صورتوں میں نماز فاسد یا باطل نہیں ہوگی اس لئے کہ ان تمام صورتوں میں نماز کی تمام شرائطیں پائی جاتی ہیں ہاں مکروہ ضرور ہونگی اس لئے

احتیاطاً غیر مکروہ طریقے پر اعادہ کی جائے گی تا کہ کما حقہ فریضہ کی ادئیگی ہو سکے اور بندہ پوری طرح بری الذمہ ہو سکے اور یہ حکم ہر اس نماز کا ہے جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو کہ بغیر کراہت کے طور پر اس کا اعادہ کیا جائے جیسا کہ جب نماز کے واجبات چھوٹ جائیں (تو نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے) اس لئے کہ ترک واجب پر اعادہ واجب ہے اور کراہت تحریمی واجب کے مرتبے میں ہے لہذا کراہت تحریمی کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ باقی رہا رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ "لایصلی بعدھا صلاۃ مثلھا" (کوئی نماز دوبارہ اس کی مثل نہیں پڑھی جائے گی) سے وسوسہ کی سبب سے نماز کی اعادہ کی ممانعت ہے نہ کہ کراہت کہ سبب سے۔ اور اس کی مثال مغصوب زمین پر نماز پڑھنے کی طرح ہے کہ فی نفسہ نماز تو جائز ہے البتہ قبح لغیرہ مجاوراً کی وجہ سے حرام ہے اور حرام چیز پر مشتمل ہونے کی وجہ سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اس میں حرام چیز غیر کی زمین ہے اب اس صورت میں پڑھی ہوئی نماز کو دوبارہ غیر مغصوب زمین پر پڑھنا واجب ہے یہ مسئلہ بھی بعینہ اسی طرح ہے کہ فی نفسہ نماز تو درست و جائز ہے البتہ یہ ممنوع چیز پر مشتمل ہے اور اس میں اشیاء ممنوعہ سونا، لوہا، پیتل وغیرہ ہیں۔ اس وجہ سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اس کا بھی وہی حکم ہے کہ اس صورت میں پڑھی ہوئی نماز کو دوبارہ ایسی حالت میں پڑھنا واجب ہے جو ان ممنوعات سے خالی ہو۔ اور مکروہ تحریمی کا گناہ حرام کی طرح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: كل مكروه اى كراهة تحريمة حرام اى كالحرام فى العقوبة بالنار۔ (درمختار جلد صفحہ)

ہر مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں حرام کی مثل ہے۔

## یشب کی انگوٹھی کا حکم

یشب کی انگوٹھی کے بارے میں صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ومن الناس من اطلق فى الحجر الذى يقال له يشب لانه ليس بحجر اذليس له

ثقل الحجر واطلاق الجواب فی الکتاب یدل علی تحریمہ۔

(ھدایہ جلد۴ صفحہ ۱۴۸۵)

اور لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اس پتھر کی اجازت دی ہے جس کو یشب کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ پتھر نہیں اس لیے کہ اس میں پتھر جیسا وزن نہیں ہے (تو گویا وہ پتھر ہی نہیں ہے) اور جواب کا مطلق ہونا کتاب میں اس کی تحریم پر دال ہے۔ یعنی امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامع الصغیر میں مطلقاً فرمایا: لا یتختم الا بالفضة (انگوٹھی صرف چاندی کی پہنے) اس اطلاق سے معلوم ہوا کہ یشب بھی حرام ہے۔ اس مسئلہ میں فقہائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱) صاحبِ ہدایہ وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اس کی تحریم کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ: امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول لا یتختم الا بالفضة چاندی کے سوا ہر دھات کی انگوٹھی کو حرام بتا رہا ہے۔

(۲) امام شمس الائمۃ السرخسی وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اس کے جواز کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں: کہ یہ پتھر کہاں ہے؟ اس میں پتھر والا وزن ہی نہیں ہے لہٰذا جائز ہے۔

(۳) قاضی خان وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی اس کے جواز کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں: اگرچہ یہ پتھر ہے تو بھی جائز ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل دونوں سے عقیق کی حلت ثابت ہے۔ جب دونوں سے عقیق کی حلت ثابت ہوئی تو تمام پتھروں میں بھی حلت ثابت ہوئی اس لیے کہ پتھر ہونے کے اعتبار سے ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ (نتائج الافکار ملخصاً جلد ۱۰ صفحہ ۲۶)

حقیقت میں یشب پتھر نہیں ہے اس لئے اس کو پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ: کرہ بعض مشائخنا التختم بالیشب

والا صح انه لا باس به (البنایہ شرح ہدایہ جلد۱۲صفحہ۱۱۵)

ہمارے علماء کرام نے یشب کی انگوٹھی کو مکروہ سمجھا ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ بے شک اس میں کوئی حرج نہیں۔

دُرالمختار میں ہے:صحح السرخسی جوازا لیشب ۔(یشب کی انگوٹھی جائز ہونے کوامام سرخسی نے صحیح قرار دیا)اس کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں قال القهستانی : وقیل انه لیس بحجر فلا باس به وهو الا صح كما فی الخلاصة. (دُرالمختار جلد۹صفحہ۴۳۸)

قہستانی نے فرمایا: کہا گیا ہے کہ یشب پتھر نہیں ہے اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ زیادہ صحیح ہے جیسا کہ خلاصہ میں ہے۔

فتح القدیر میں ہے:والصحیح انه لا باس به لا نه لیس بذهب و لا حدید ولا صفر بل هو حجر و قد روی عن النبی ﷺ انه تختم بالعقیق

(فتح القدیر جلد۱۰صفحہ۲۶)

اور صحیح یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ وہ سونا،لوہا اور نہ ہی پیتل ہے بلکہ وہ پتھر ہے اور مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیق پہنا۔

لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مرد کو چاندی کے سوا یشب،عقیق وغیرہ ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی سے بھی بچنا چاہئے کہ صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے جلیل القدران کے حرمت کے قائل ہیں۔

## انگوٹھی کا نگینہ کس چیز کا ہو؟

انگوٹھی کے نگینہ کے متعلق احادیث میں دوطرح کی روایتیں ملتی ہیں۔

(۱) نسائی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:كان لرسو ل الله ﷺ خاتم فضة یختم به فی یمینه فصه حبشیا

(نسائی شریف جلد۲صفحہ۲۸۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا۔

(۲) مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ورق و کان فصه حبشی (مسلم شریف جلد۲ صفحہ ۱۹۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی کا تھا۔

ان سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نگینہ حبشی کا تھا۔

(۱) ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فضة فصه منه. (ترمذی شریف جلد۱ صفحہ ۴۰۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی کا ہی تھا۔

(۲) بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

ان النبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان خاتمه من فضة و کان فصه منه (بخاری شریف جلد۲ صفحہ ۸۷۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی کا ہی تھا۔

ان سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نگینہ بھی اسی ہی چاندی کا تھا۔

اس معاملے میں علماء محدثین فرماتے ہیں کہ: فیه دلالة علی انه کان له خاتمان احد هما فصه حبشی و الآخر فصه منه . (المواہب شرح الشمائل صفحہ ۸۶)

یہ حدیثیں اس بات پر دلیل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا اور دوسرے کا اسی چاندی ہی کا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو باری باری پہنتے ہونگے باقی بیک وقت دو انگوٹھیاں پہننا شریعت میں ممنوع ہیں اگر چہ دونوں کا وزن ملکر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہی کیوں نہ ہو۔

علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: و قد ورد فی حدیث غریب

کراھة کون فص الخاتم من غیرہ ففی کتاب المحدث الفاصل من روایة علی بن زید عن انس ابن مالک عن رسول اللّٰہ ﷺ انه کرہ ان یلبس خاتما یجعل فصه من غیرہ فالمستحب ان یکون فص الخاتم منه لا من غیرہ. (المواھب شرح الشمائل صفحہ ۸۶)

اور کسی دوسری چیز ہونے کی کراہت کیلئے غریب سند والی حدیث آئی ہے جیسے علی بن زید نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ اس انگوٹھی کے پہننے کو ناپسند فرماتے تھے جس کا نگینہ کسی دوسری چیز کا ہو پس مستحب یہ ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ بھی اسی ہی کا ہو نہ کہ کسی دوسری چیز کا۔

بحرالرائق میں ہے: ولا باس ان یتخذ الرجل خاتم فضة فان جعل فصه من عقیق او یاقوت او فیروزج او زمرد فلاباس به (بحرالرائق جلد ۸ صفحہ ۳۵۰)

مرد کو چاندی کی انگوٹھی پر عقیق، یاقوت، فیروز یا زمرد کا نگینہ لگانے میں کوئی حرج نہیں

## نگینوں کے متعلق روایات اور اُن کا تحقیقی جائزہ

آج کل تو انگوٹھیوں کے شائقین حضرات کئی انگوٹھیاں پہنے پھرتے ہیں اور انگوٹھیوں کے متعلق عجیب وغریب نظریات رکھتے ہیں کہ فلاں پتھر کے نگینہ کے پہننے سے یہ ہوتا ہے اور فلاں پتھر کے نگینہ سے یہ ہوتا ہے بھائی! نگینہ پہننے سے تقدیر نہیں بدلتی اگر ایسا ہوتا تو ساروں نے نگینہ پہن کر اپنے آپ کو مصیبتوں سے بچالیا ہوتا۔ اور عقیق، زبرجد، زمرد اور یاقوت وغیرہ کے نگینے پہننے کے مطلق جو روایتیں بیان کی گئی ہیں وہ روایتیں میری معلومات کے مطابق محدثین کرام علیہم الرضوان سے ثابت نہیں ہیں۔ جیسا کہ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: علماء فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے عقیق کی انگوٹھی پہننے کے بارے میں کچھ ثابت نہیں ہے۔ (مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۷۶۶)

ان نگینوں کے متعلق تقریباً روایت کو علماء کرام نے موضوع کہا جیسا کہ:

حدیث: تختموا بالزبر جد فانه يسره لاعسر فيه (یعنی زبرجد کی انگوٹھی پہنا کرو کیونکہ وہ سراسر آسانی ہے اس میں کوئی مشکل چیز نہیں ہے) کے بارے میں علامہ محمد عبدالرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: قال شيخنا انه موضوع (المقاصد الحسنہ صفحہ ۱۵۹)

ہمارے شیخ نے فرمایا: یہ روایت موضوع ہے۔

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ الموضوعات الکبری میں اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: قال العسقلانی: موضوع واما التختم باليا قوت ينفى الفقر يريد انه اذا ذهب ماله باعه فوجد فيه غنى. (الموضوعات الکبریٰ صفحہ ۹۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ یہ حدیث موضوع (منگھڑت) ہے باقی رہی وہ روایت جس میں یاقوت کی انگوٹھی پہننے کا حکم ہے کہ وہ فقر کو دور کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا مال جب ختم ہو جائے تو وہ اس کو بیچ کر اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے اور حدیث: تختموا بالزمرد فانه ينفى الفقر (زمرد کی انگوٹھی پہنا کرو بے شک یہ فقر کو دور کرتی ہے) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: رواه الديلمى عن ابن عباس رضى الله عنهما ولا يصح ايضا كما ذكره ابن الديبع. (الموضوعات الکبری صفحہ ۹۴)

اسے دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند صحیح نہیں ہے جیسا کہ ابن دیبع نے بھی اسے ذکر کیا اور علامہ محمد عبدالرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی بات فرمائی۔ (المقاصد الحسنہ صفحہ ۱۵۹)

اور حدیث: تختموا بالعقيق فانه مبارك (عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو اس لیے کہ یہ برکت والی ہے) کے بارے میں علامہ ابن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

فیه یعقوب بن الولید المدینی یعقوب هذا کان یضع الحدیث

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ۱۶۲)

اس کی سند میں یعقوب بن الولید المدینی ہے وہ حدیث گھڑتا تھا۔اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی الآلی میں ہے کہ یعقوب کذاب قال العقیلی : ولا یثبت فی هذا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیٔ (الآلی المصنوعہ فی الاحادیث موضوعہ جلد۲صفحہ۲۳۰)

یعقوب بڑا جھوٹا ہے حدیث گھڑتا تھا،عقیلی نے کہا نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں کچھ بھی ثابت نہیں اور علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الآلی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ فیه یقوب کذاب لا یثبت شیء فیه مرفوعاً (تذکرۃ الموضوعات صفحہ۱۵۹)

اس میں یعقوب بڑا جھوٹا ہے اس میں مرفوعاً کچھ بھی ثابت نہیں۔

اور علامہ عبدالرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسے موضوع کہا ہے۔

(المقاصد الحسنہ صفحہ۱۶۰)

حدیث: تختمو ابالعتیق فانه ینفی الفقر کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:قال ابن عدی باطل والحسین مجهول قلت قال فی المیزان حسین لایدری من هو فلعله من وضعه

(الآلی المصنوعہ فی الاحادیث موضوعہ جلد۲صفحہ۲۳۲)

ابن عدی نے کہا کہ یہ روایت باطل ہے اور حسین مجهول ہے میں کہتا ہوں میزان میں کہا کہ حسین کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔شاید وہ ہی ہے جس نے اسے گھڑا۔

علامہ محمد طاہر نے بھی الآلی کے حوالہ سے کہا:قال ابن عدی باطل

(تذکرت الموضوعات صفحہ۱۵۹)

اور اسی حدیث: تختمو ابالعتیق فانه مبارک (عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو کہ یہ برکت والی ہے) کے بارے میں علامہ عبدالرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

"فانہ ینفی الفقر"بدل"فا نہ مبارک "والیمین احق بالزینت والبابی تالف وجزم الزھبی فی المیزان بانہ موضوع (المقاصد الحسنہ صفحہ۱۶۰)

کچھ روایات میں فا نہ ینفی الفقر کے بدلے فا نہ مبارک کے ساتھ والیمین احق بالزینت کے الفاظ موجود ہیں البابی اس میں راوی ہے اور امام ذہبی نے المیز ان میں اس پر حکم لگایا کہ یہ موضوع ہے اور اسی المقاصد کے حوالے سے علامہ محمد طاہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی بات کی۔ (تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۱۵۸)

علامہ ابن عراق فرماتے ہیں: فیہ حسین بن ابراھیم البانی مجھول .

(تنزیۃ الشریعۃ جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

اس کی سند میں حسین بن ابراہیم البابی مجہول ہے۔ باقی تختمو ابالعقیق فانہ ینفی الفقر کے بارے میں فرماتے ہیں : قال: الزر کشی فی الا حادیث المشتھرۃ واخرجہ الدیلمی من حدیث انس و عمر و علی وعائشۃ باسانید متعددۃ وفی الیواقیت للمطرز ان ابراھیم الحر بی سئل عنہ فقال: صحیح واللہ تعالیٰ اعلم (تنزیۃ الشریعۃ جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

علامہ زرکشی نے الا حادیث المشتھرۃ میں کہا: کہ دیلمی نے اسے حضرت انس، حضرت عمر، حضرت علی، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے متعدد اسناد کے ساتھ روایت کیا اور مطرزی کی الیواقیت میں ہے کہ ابراہیم حربی سے اس روایت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ملا علی قاری فرماتے ہیں: لہ طرق کلھا واھیۃ کما قال ابن الدیبع لکن رواہ الدیلمی من حدیث انس و عمر و علی و عائشہ رضی اللہ عنھم باسا نید متعددۃ فیدل علی ان الحدیث لہ اصل وفی الیو اقیت للمطر زی ان ابر اھیم الحر بی

سئل عنه فقال صحيح . (الموضوعات الکبری صفحہ۹۴)

اس حدیث کی متعدد اسناد ہیں سب کے سب واھی ہیں جیسا کہ ابن دیبع نے کہا لیکن دیلمی نے اسے حضرت انس، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے متعدد اسناد کے ساتھ نقل کیا پس یہ دلیل ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل ہے اور مطرزی کی الیواقیت میں ہے کہ اس حدیث کے بارے میں ابراہیم حربی سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نگینوں کی فضیلت کے بارے میں آئی ہوئی تقریباً روایات کو علماء محدثین کرام نے موضوع کہا لیکن تختموا بالعقیق فانه مبارک والی روایت کو فقہاء کرام علیہم الرضوان نے وضع کا حکم لگائے بغیر اپنی کتابوں میں بطور دلیل ذکر کیا جیسا کہ علامہ کمال الدین بن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح القدیر میں اور علامہ شمس الدین احمد بن قودر المعروف قاضی زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نتائج الافکار میں اور علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمحتار میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ان کے علاوہ نگینوں کے متعلق کئی اور روایات بھی موجود ہیں جنہیں طوالت کے خوف سے ترک کر دیا گیا ہے۔

## انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل لگانے کا حکم

انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل لگانا جائز ہے جیسا کہ کنز الدقائق میں ہے: هل مسمار الذهب يجعل فى حجر الفص. (کنز الدقائق صفحہ۳۲۴)

نگینہ کے سوراخ میں سونے کی کیل لگانا جائز ہے۔

اور ہدایہ میں ہے: لاباس بمسمار الذهب يجعل فى حجر الفص اى فى

ثقبه لانه تابع کا لعلم فی الثو ب فلا یعد لابساله. (الھدایہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۸۵)

پتھر کے نگینے یعنی اس کی سوراخ میں سونے کی کیل لگانے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ وہ کپڑے میں نقش ونگاری کی طرح تابع ہے لہٰذا اس کو پہننے والا شمار نہیں کیا جاتا،

## انگوٹھی کے نگ پر نقش کرنے کا حکم

انگوٹھی کے نگ پر اپنا نام وغیرہ نقش کرانے کو فقہاء کرام نے جائز کہا ہے جیسا کہ بحرالرائق میں ہے: وان نقش علیه اسمه او اسم ابیه او اسما من اسماء اللّٰه فلاباس به (بحرالرائق جلد ۸ صفحہ ۳۵۰)

اور اگر انگوٹھی پر اپنا نام یا اپنے باپ کا نام یا اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کوئی اسم نقش کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور انگوٹھی کے نگینے پر قرآنی الفاظ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نقش کرانا جائز ہے کہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی انگوٹھیوں پر نقش کرایا جیسا کہ ردالمحتار میں ہے: نقش خاتم ابی بکر "نعم القادر اللّٰه" و عمر "کفٰی با لموت واعظا" و عثمان "لتصبرن او لتندمن" وعلی "الملک للّٰه" وابی حنیفة "قل الخیر والا فاسکت" ابی یوسف "من عمل برأیه فقد ندم" و محمد "من صبر ظفر"

(درالمختار جلد ۹ صفحہ ۴۴۰)

حضرت ابوبکر صدیق کی انگوٹھی میں "نعم القادر اللّٰه" اور حضرت عمر فاروق کی انگوٹھی میں "کفٰی با لموت واعظا" اور حضرت عثمان غنی کی انگوٹھی میں "لتصبرن او لتندمن" اور حضرت علی المرتضیٰ کی انگوٹھی میں "الملک للّٰه" اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی انگوٹھی میں "قل الخیر والا فاسکت" اور حضرت امام ابویوسف کی انگوٹھی

میں "من عمل برأیه فقد ندم " اورحضرت امام محمد کی انگوٹھی میں " من صبر ظفر "
نقش تھا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اور کتاب الآثار میں حضرت ابراھیم بن محمد بن المنتشر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: انه کان نقش خاتم مسروق بسم اللّٰه الرحمن الرحیم قال و کان نقش خاتم حما د لا اله الا اللّٰه.

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگوٹھی کا نقش بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم تھا اور فرمایا کہ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی کا نقش لا اله الا اللّٰه تھا

اس روایت کے بعد امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لا نری باسا ان ینقش فی الخاتم ذکر اللّٰه مالم یکن آیة تامة فان ذالک لا ینبغی ان یکو ن فی یده فی الجنا بة والذی علی غیر وضو ء وهو قول ابی حنیفة رحمة اللّٰه تعالیٰ. (کتاب الآثار صفحہ ۲۰۴)

ہم اس میں کوئی بری بات نہیں دیکھتے کہ انگوٹھی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نقش کیا جائے جبکہ مکمل آیت نہ ہو کیونکہ جنابت و بے وضو کی حالت میں اس کا ہاتھ میں ہونا مناسب نہیں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی کی طرح نقش بنوانے سے منع فرمایا: جیسا کہ سنن ابی داؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا ینقش احد علی خاتمی هذا. (سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

کوئی ایک بھی میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح نقش نہ کرائے (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھوائے) باقی اپنا نام وغیرہ نقش کروانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے

عرض کیا گیا کہ نگینہ پر کلمہ طیبہ نقش کرانا کیسا ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: تبرکاً جائز ہے اور مہر کی حیثیت سے حرام۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۲۷)

## مکتوب انگوٹھی کے ساتھ بیت الخلاء میں جانے کا حکم

انگوٹھی میں اگر کوئی معظم نام نقش ہو تو اسے بیت الخلاء میں پہن کر جانا ناجائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ان النبی ﷺ کان اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ (الشمائل مع المواھب صفحہ ۸۹)

بے شک نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی انگوٹھی کو اتار دیتے تھے۔ اس حدیث کے تحت امام ابراہیم البیجوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: یدل الحدیث علی ان دخول الخلاء بما نقش علیہ اسم معظم مکروہ تنزیھا وقیل تحریما ولو نقش اسم معظم کمحمد فان قصد بہ المعظم کرہ استصحابہ فی الخلاء کما رجحہ ابن جماعۃ وان لم یقصد بہ المعظم بل قصد اسم صاحبہ فلا یکرہ۔ (المواھب شرح الشمائل صفحہ ۸۹)

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ جس انگوٹھی پر اسم معظم نقش کیا گیا ہو تو اسے بیت الخلاء میں لے جانا مکروہ تنزیہی ہے اور کہا گیا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے، اور اگر اسم معظم نقش کیا گیا ہو جیسے محمد اور اس سے تعظیم مراد لی گئی ہو تو اسے بیت الخلاء میں لے جانا مکروہ ہے جیسا کہ اس کو ابن جماعۃ نے ترجیح دی اور اگر اس کی تعظیم مراد نہ لی گئی ہو بلکہ اس سے مراد انگوٹھی کے مالک کا نام لیا گیا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

لیکن مفتی اعظم ہالینڈ مفتی عبدالواجد قادری صاحب فرماتے ہیں کہ: ایسی انگوٹھیاں یا لوکٹ جس پر اسم جلالت (اللہ) یا نام پاک سرور کائنات محمد علیہ افضل الصلوۃ وازکی التسلیمات لکھا ہوا ہو پہن کر بیت الخلاء بلکہ غسل خانہ میں جانا نہایت برا اور عند الشرع

اسائت کے حکم میں داخل ہے ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا۔

مزید فرماتے ہیں کہ: جن انگوٹھیوں یا لوکٹ پر کوئی حرف ہجا مثلاً ا، ب، ج، دوغیرہ یا a,b,c وغیرہ لکھا ہوا ہو یا کسی زبان کا حرف ہجا یا لفظ ہوا سے پہن کر بیت الخلاء میں جانا مکروہ اور عند الشرع ناپسندیدہ ہے کیونکہ حروف کا ادب ہماری شریعت کو محبوب و مطلوب ہے۔ بحر الرائق میں ہے: یکرہ ان ید خل الخلاء ومعه خاتم مکتوب علیه اسم الله تعالیٰ او شیٔ من القرآن. ایسی انگوٹھی کے ساتھ بیت الخلاء میں جانا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام یا قرآن کی کوئی چیز (آیت یا لفظ یا حرف) لکھی ہوئی ہو مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاوی یورپ صفحہ ۵۲۸)

علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: یکرہ دخول المخرج ای الخلاء وفی اصبه خاتم فیه شیٔ من القرآن (حلبی کبیری صفحہ ۵۳)

بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ ہے جبکہ اس کی انگلی میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر قرآن میں سے کچھ کلمات یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام لکھا ہوا ہو کیونکہ اس میں ترک تعظیم ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اپنا نام اگر انگوٹھی میں کندہ یعنی لکھا ہوا ہو تو بیت الخلاء میں لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: اگر ایسا زیادہ معظم (یعنی تعظیم والا) نہ ہو جب بھی حرفوں کی تعظیم تو چاہئے اور اگر متبرک نام ہو تو پہن کر جانا ناجائز ہے ہاں! جیب میں رکھ لے تو حرج نہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۲۷)

مراقی الفلاح میں ہے کہ: یکرہ دخول الخلاء ومعه شیٔ مکتوب فیه اسم الله و قرآن.

جس آدمی کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک یا قرآن کی کوئی

آیت لکھی ہوئی ہوتو اسے بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ ہے۔

پھر امام طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے حاشیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث (جو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا) کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: قال الطیبی فیہ دلیل وجوب تنحیۃ المستنجی اسم اللّٰہ تعالیٰ واسم رسولہ والقرآن وقال الابھری وکذا لک سائر الرسل.

(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۵۴)

طیبی نے کہا کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ واجب ہے استنجاء کرنے والے کو کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی اور قرآن کو اپنے سے الگ کردے ''ابھری'' نے کہا کہ اسی طرح باقی تمام رسولوں کے نام بھی الگ کردے۔

## انگوٹھی پر تصویر بنانے کا حکم

انگوٹھی پر کسی ذی روح کی تصویر نقش کرنا منع ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے: لا ینبغی ان ینقش علیہ تماثیل من طیر او ھوام الارض. (بحر الرائق جلد ۸ صفحہ ۳۵۰)

انگوٹھی پر پرندوں اور زمین پر چلنے والی چیزوں کی تصویر نقش کرانا مناسب نہیں۔

اور درالمختار میں ہے: لا تمثال انسان او طیر (انسان اور پرندوں کی تصویر نقش نہ کرائیں) کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لحرمۃ تصویر ذی الروح. (ردالمختار جلد ۹ صفحہ ۴۴۰)

ذی روح کی تصویر حرمت کی وجہ سے (منع ہے)

بہار شریعت میں ہے: نگینہ پر انسان یا کسی جانور کی تصویر کندہ نہ کرائے۔

(بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۴۲۷)

بعض روایتیں ملتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک پر جاندار چیز کی تصویر تھی ان کی

کوئی اصل نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے بارے میں آپ گزشتہ اوراق میں پڑھ کر آئے ہیں کہ اس میں محمد رسول اللہ نقش تھا۔

علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ: من زعم ان خاتم المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کان فیہ صورۃ شخص وما وردفی ذالک من حدیث مرسل او معضل وآثار موقوفة فهو معارض بالا حادیث الصحیحةفی منع التصویر. (المواھب شرح الشمائل صفحہ ۸۹)

جس نے یہ خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارکہ میں کسی آدمی کی تصویر تھی یا اس کے متعلق حدیث مرسل یا معضل اور آثار موقوفہ آئے ہیں پس وہ تصویر کے منع کیلئے آئے ہوئے صحیح احادیث کے مقابلہ میں ہیں اس لئے ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

## تصویر والی انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم

انگوٹھی پر جاندار کی تصویر نقش کرنے سے فقہاء کرام نے منع فرمایا لیکن اگر کسی نے نقش کرایا ہو تو اُس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: قال الفقیه : لو کان علی خاتم فضة تماثیل لا یکره ولیس کتماثیل فی الثیاب فی البیوت لا نه صغیر وروی عن ابی هریره انه کا ن علی خاتمه زبا بتان ......ان نقش غیر المستبین الذی لا یبصر من بعد لا یضر (ردالمختار جلد ۹ صفحہ ۴۴۰)

فقیہ نے کہا: اگر چاندی کی انگوٹھی پر تصویر ہو تو مکروہ نہیں۔ گھر اور کپڑوں کی تصویر کی طرح نہیں ہے اس لیے کے چھوٹا ہے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگوٹھی پر دو مکھیوں کی تصویریں تھیں ......ایسی چھوٹی تصویر جو دور سے دیکھنے میں نہ آئے تو (نماز کو) نقصان نہیں دے گی۔

# انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہیئے؟

رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی دائیں یا بائیں ہاتھ میں پہنی اس بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں جیسا کہ:

(۱) مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ :ان رسول اللہ ﷺ لبس خاتم فضة فی یمینه فص حبشی کان یجعل فصه مما یلی کفه. (مسلم شریف جلد۲ صفحہ ۱۹۷)

(۲) نسائی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ: کان لرسول اللہ ﷺ خاتم فضة یختم به فی یمینه فصه حبشی یجعل فصه ممایلی کفه. (نسائی شریف جلد۲ صفحہ ۲۸۸)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا اور آپ ﷺ نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے

(۱) مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ: کان خاتم النبی ﷺ فی هذه و اشار الی الخنصر من یده الیسریٰ (مسلم شریف جلد۲ صفحہ ۱۹۷)

نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی اس میں تھی اور بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

(۲) اور ابوداؤد شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیه و آلهٖ وسلم کان یختم فی یسارهٖ و کان فصه فی باطن کفه. (ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۲۲۹)

بے شک نبی کریم ﷺ انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی پیٹ

کی طرف تھا۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :فی غایة البیان قد سوی الفقیه ابو اللیث فی شرح الجامع الصغیر بین الیمین و الیسار وھو الحق لا نه قد اختلف الروایات عن رسول اللہ ﷺ فی ذلک و قول بعضھم : انه فی الیمین من علامات اھل البغی لبس بشیء لان النقل الصحیح عن رسول اللہ ﷺ بنفی ذالک ۔ (ردالمختار جلد ۹ صفحہ ۴۳۹)

غایۃ البیان میں ہے کہ: فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الجامع الصغیر میں دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننے کو جائز کہا اور یہ ہی حق ہے کہ اس معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف روایات مروی ہیں اور بعض کا یہ کہنا کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا باغیوں کی علامت ہے یہ اپنے اندر کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت کا منقول ہونا اس کی نفی کرتا ہے۔

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۷۳ کے حاشیہ میں ہے کہ: قال النووی :امالتختم فی الید الیمنی او الیسری فقد جاء فیه الحدیثان وھماصحیحان واما الفقھاء فقد اجمعوا علی جواز التختم فی الیمین وعلی جوازہ فی الیسار ولا کراھة فی واحد منھما واختلفوا فی ایتھما افضل فتختم کثیرون من السلف فی الیمین و کثیرون فی الیسار. (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۷۳ حاشیہ نمبر ۷)

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ: انگوٹھی دائیں یا بائیں ہاتھ میں پہنے اس کے متعلق دو طرح کی حدیثیں ہیں دونوں صحیح ہیں بہر حال فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ دائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی جائز ہے اور بائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور ان میں سے کسی ایک میں بھی کراہت نہیں باقی افضلیت میں اختلاف ہے پس اسلاف میں

سے کثیر نے دائیں ہاتھ میں پہنی اور کثیر نے بائیں ہاتھ میں پہنی ہے۔

علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ: بالجملہ فالتختم فی الیسار لیس مکروھا ولاخلاف الاولی بل ھو سنۃ لکنہ فی الیمین افضل.

(المواھب شرح الشمائل صفحہ ۹۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا نہ مکروہ ہے اور نہ ہی خلاف اولی ہے بلکہ سنت ہے لیکن دائیں ہاتھ میں پہننا افضل ہے۔

لیکن علامہ بدرالدین عینی انگوٹھی دائیں یا بائیں ہاتھ میں پہننے کے اختلاف کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: قلت.الحق ان الیسار افضل (البنایہ شرح الھدایہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۷)

میں کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنا افضل ہے مزید فرماتے ہیں کہ: ان ابا بکر و عمر و علیا والحسن والحسین رضی اللّٰہ عنھم کانو یتختمون فی یسار ھم (البنایہ شرح الھدایہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۸)

بے شک حضرت ابوبکر و عمر اور حضرت علی حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنھم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پروانہ شمع رسالت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: لبس خاتم فی الیمین و کان آخر الامرین من النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبسہ فی الیسار وانما یؤخذبالاخر فا لاخر من فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم واللّٰہ تعالیٰ اعلم. (جدالممتار جلد ۷ صفحہ ۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری طرز عمل یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی اور اصولی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کو لیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ

ہیں انگوٹھی پہنی ہے (لہٰذا بائیں ہاتھ میں پہننی چاہیئے) واللہ تعالیٰ اعلم

تطبیق بین الروایات یوں ہے کہ جنہوں نے انگوٹھی مہر کیلئے بنوائی ہے تو اسے بائیں ہاتھ میں پہنے تا کہ دائیں ہاتھ سے نکال کر مہر لگائیں اور جنہوں نے ویسے بنوائی ہے تو وہ اسے دائیں ہاتھ میں پہنے اس لئے کہ انگوٹھی نوع تکریم سے ہے اور دایاں ہاتھ اسکا زیادہ حقدار ہے۔ باقی بعض نے کہا ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا رافضیوں کا شعار ہے علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

(المواھب شرح الشائل صفحہ۹۱)

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کان ذلک من شعار هم فی الزمن السابق ثم انفصل وانقطع فی هذه الا زمان فلا ینهی عنه. (ردالمختار جلد۹ صفحہ۴۳۹)

رافضیوں کا شعار گزشتہ زمانہ میں تھا پھر اس زمانے میں جدا ہو گیا اور کٹ گیا تو اس سے منع نہیں کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## انگوٹھی کس انگلی میں پہننی چاہیے؟

مرد کو چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننا سنت ہے باقی عورت تمام انگلیوں میں پہن سکتی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: کان خاتم النبی ﷺ فی هذه و اشار الی الخنصر من یده الیسریٰ

(مسلم شریف جلد۲ صفحہ۱۹۷، بخاری شریف جلد۲ صفحہ۸۷۳)

نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی اس میں تھی اور بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

ترمذی شریف میں حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابن ابی رافع کو دیکھا کہ وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے

۔میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنتے ہوئے دیکھا اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ: کان رسول اللہ ﷺ یتختم فی یمینه.

آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

اس حدیث کے تحت علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لم یبین فی ھذ الاحا دیث فی ای الا صا بع وضعه فیها لکن الذی فی الصحیحین تعیین الخنصر فالسنة جعله فی الخنصر فقط (المواھب شرح الشمائل صفحہ۹۱)

ان احادیث میں یہ بات تو واضح نہیں ہوئی کہ آپ ﷺ کس انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے لیکن صحیحین میں چھوٹی انگلی کو تعیین کرنے کی وجہ سے فقط چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننے کو سنت رکھا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اجمع المسلمون علی ان السنة جعل الخاتم الرجل فی الخنصر واما المراة فانها تتخذ خواتیم فی صابع.

(شرح مسلم جلد۲ صفحہ ۱۹۷)

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ مرد کے لیئے سنت یہ ہے کہ وہ انگوٹھی چھوٹی انگلی میں پہنے باقی عورت تمام انگلیوں میں پہن سکتی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: فان قلت: اذا تختم فی غیر خنصره ما یکون حکمه ؟قلت: یکره اشد الکراھة وفیه مخالفة للسنة.

(عمدۃ القاری جلد۲۲ صفحہ ۵۷)

اگر تو کہے جب کوئی چھوٹی انگلی کے علاوہ میں انگوٹھی پہنے تو اُس کا کیا حکم ہے؟ تو میں کہوں گا کہ سنت کی مخالفت کی وجہ سے سخت مکروہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے: ینبغی ان یکون فی خنصرھا دون سا ئرا صا بعه.

(ردالمحتار جلد۹ صفحہ ۴۳۹)

مناسب یہ ہے کہ مرد اپنی چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہنے نہ کہ ساری انگلیوں میں۔

ردالمختار کے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ چھوٹی انگلی کے قریب والی انگلی میں بھی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ باقی شہادت والی اور بیچ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہے کہ: نهانی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان انتختم فی اصبعی هذه او هذه قال فا وما الی الوسطی والیتی تلیها.

(مسلم شریف جلد۲ صفحہ ۱۹۷)

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں یا اس میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا راوی نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درمیانی اور اُس کے قریب والی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

اسی طرح نسائی شریف میں بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: نھا نی رسو ل الله صلی اللہ علیہ وسلم عن الخاتم فی هذه یعنی السبابة والو سطی

(نسائی شریف جلد۲ صفحہ ۲۸۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس میں یعنی اس شہادت والی انگلی میں اور بیچ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

اور بخاری کے باب الخاتم فی الخنصر کے تحت حاشیہ میں ہے کہ: یکره للرجل جعله فی الوسطی وا لتی تلیها واما لمراة فانها تتخذ خواتیم فی الا صابع.

(بخاری جلد۲ صفحہ ۸۷۳ حاشیہ)

مرد کو بیچ والی اور اُس کے قریب والی انگلی میں انگوٹھی پہننا مکروہ ہے۔ باقی عورت کسی بھی انگلی میں پہن سکتی ہے۔

## انگوٹھی کیسے پہنی چاہیے؟

مرد کیلئے انگوٹھی پہننے میں سنت یہ ہے کہ وہ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھے جیسا کہ

آپ نے پڑھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی کی نگینہ کو ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے باقی عورتیں نگینہ پشت کی طرف رکھیں جیسا کہ بحرالرائق میں ہے کہ :والسنة فی حق الرجل ان یجعل فص الخاتم فی باطن کفه وفی حق المراة ان تجعله فی ظاهر کفها لانها تزین به دون الرجل . (بحرالرائق جلد۸صفحہ۳۵۰)

مرد کے حق میں سنّت (غیر مؤکدہ) یہ ہے کہ انگوٹھی کے نگینے کو ہتھیلی کی طرف رکھیں اور عورتوں کے حق میں یہ ہے کہ نگینہ پشت کی طرف رکھیں اس لیے کے ان کیلئے زینت ہے نہ کہ مردوں کیلئے۔

اورالجوهرة النیرة میں ہے: ویستحب ان یجعل فص الخاتم الی باطن کفه بخلاف النساء لانه تزین فی حقهن (الجوهرة النیرة جلد۲صفحہ۶۱۶)

(مرد کیلئے) مستحب یہ ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھے بخلاف عورتوں کے (وہ نگینہ پشت کی طرف رکھے) اسلئے کہ ان کی حق میں زینت ہے۔

## تنگ انگوٹھی کے ساتھ وضو کرنے کا حکم

انگوٹھی، چھلے وغیرہ جائز نا جائز ہر قسم کے مرد اور عورت سب کیلئے جبکہ تنگ ہوں کہ اتارے بغیران کے نیچے پانی نہ بہے گا تو وضو اور غسل کرتے وقت اتار کر دھونا فرض ہے ورنہ ہلا ہلا کر پانی ڈالنا کہ ان کے نیچے بہہ جائے مطلقا ضروری ہے ورنہ وضو و غسل نہیں ہوگا۔

درالمختار میں ہے کہ:لو کان خاتمه ضیقاًنزعه او حرکه وجوبا.

(درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۵۹)

ترجمہ: اگر انگوٹھی تنگ ہو تو ضروری ہے کہ اسے اتار دے یا حرکت دے۔

# خلاصہ مضمون

بفضلہٖ تعالیٰ فقیر کا یہ مختصر رسالہ اپنے موضوع کے تمام پہلوؤں کو شامل و کامل ہے اس میں انگوٹھی پہننے کے شرعی مسائل کو دلائل واضح کے ساتھ قلمبند کیا جس کی لب لباب قارئین کرام کے تسہیل کے لیئے پیش خدمت ہے۔

(۱) مرد کو سونے کی انگوٹھی حرام ہے جبکہ عورت کے لیئے سونا حلال ہے۔

(۲) لوہے، تانبے، پیتل، اور جست وغیرہ مرد عورت دونوں کے لیئے ناجائز ہیں ہاں اگر ان پر چاندی کا پتر اس طرح چڑھا دیا کہ ممنوع چیز بالکل ظاہر نہ ہو تو مرد کے لئے صرف انگوٹھی اور عورت کے لیئے تمام زیورات میں جائز ہیں۔

(۳) مرد کے لئے بغیر نگینے والی انگوٹھی (جسے چھلہ کہتے ہیں) جائز نہیں۔ جب کہ عورت کے لئے جائز ہے۔

(۴) مرد کے لئے چاندی کی صرف ایک انگوٹھی وزن میں ساڑھے چار ماشے سے کم ہو ایک ہی نگ کی جائز ہے جبکہ عورت سونے چاندی کی جتنی چاہے انگوٹھیاں اور چھلے پہن سکتی ہے۔ اس میں وزن اور نگ کی کوئی قید نہیں۔

(۵) منت یا بواسیر وغیرہ کے لیئے دم کیا ہوا ممنوع دھات (لوہا، پیتل، تانبہ اور جست وغیرہ) کی انگوٹھی یا چھلا (چھلا خواہ چاندی کی ہو تو بھی مرد کے لیئے) اور کڑا وغیرہ مرد و عورت سب کو پہننا ناجائز و گناہ ہے اسی طرح مزارات اولیاء کے ہاں بکنے والے ممنوع دھات کی انگوٹھی، چھلا، کڑا وغیرہ بھی مرد و عورت سب کے لیئے جائز نہیں۔

(۶) اگر کسی مرد یا عورت نے ممنوع دھات لوہا، پیتل، تانبہ اور جست وغیرہ کے انگوٹھی، چھلا، زنجیر، کڑا، یا مرد نے چاندی کا چھلا یا ایک سے زائد چاندی کی انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی پہن کر نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی جس کا اعادہ واجب ہے خواہ جتنی نمازیں

پڑیں ہوں۔

(۷) مرد کے لیئے انگوٹھی اس وقت سنت ہے جبکہ وہ اس سے مہر لگانے کی ضرورت مند ہو فی زمانہ انگوٹھی سے مہر لگانے کا عمل نہ رہا بلکہ مہر کے لیئے اسٹم ۔۔۔،،، بنوائی جاتی ہے تو قاضی، بادشاہ، متولی اور مفتیان کرام کے لیئے بھی انگوٹھی سنت نہ رہی ۔ہاں اگر کوئی مہر لگانے کی ضرورت مند ہو اور وہ سنت کی غرض سے انگوٹھی بنواتا ہے اور اس سے ہی مہر لگاتا ہے تو یہ اچھا عمل ہے اسے سنت کا ثواب ملے گا ویسے انگوٹھی پہننا جائز اور عیدیں میں مستحب ہے۔

(۸) انگوٹھی کی نگینے پر کوئی معظم اسم نقش کرانا جائز ہے لیکن ان کو پہن کر بیت الخلاء میں جانا مکروہ تحریمی ہے ۔اگر نگینے پر قرآنی الفاظ یا حروف مقطعات یا کوئی اسم معظم نقش ہو تو اسے پہننا جائز ہے مگر انکو بغیر وضو پہننا، چھونا اور مصافحہ کے وقت ہاتھ ملانے والے کا اسے بے وضو چھونا ناجائز ہے۔

(۹) مرد مہر کے لیئے بنوائی ہوئی انگوٹھی کو بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں اور ویسے بنوائی ہوئی انگوٹھی کو دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہننے۔ جبکہ عورت کسی بھی ہاتھ کی کسی بھی انگلی میں پہن سکتی ہے۔

(۱۰) مرد کو انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھنا سنت ہے جبکہ عورت نگینہ پشت کی طرف رکھے کہ اس میں زینت ہے۔

الحمدللہ آج ۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ بروز بدھ وقت تقریباً صبح ۰۹:۰۰ بجے میرا یہ رسالہ (انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت) پورا ہوا اللہ کریم جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ اقدس میں قبول فرمائے اور اسے مسلمانوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے اور میرے والدین اور جملہ اساتذہ و پیر و مر

شداور تمام دوست واحباب کی مغفرت فرمائے آمین اللّٰھم اغفر لکا تبه ولمن سعٰی فیه
و لقارئه ولسا معه ولسائر المسلمین آمینبجاه النبی الکریم الامین ﷺ

## مآخذ و مراجع


| نمبر شمار | کتاب | مصنف / مئولف | مطبوعہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | قرآن کریم | کلام باری تعالیٰ | |
| ۲ | کنز الایمان | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مکتبۃ المدینہ کراچی |
| ۳ | بخاری | امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | قدیمی کتب خانہ کراچی |
| ۴ | مسلم | امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | قدیمی کتب خانہ کراچی |
| ۵ | ترمذی | امام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | سعید کمپنی کراچی |
| ۶ | سنن ابی داؤد | امام سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ | اسلامی کتب خانہ لاہور |
| ۷ | سنن نسائی | امام احمد بن شعیب النسائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ | ایم وائی پرنٹرز راولپنڈی |
| ۸ | کتاب الآثار | امام محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ | دارالحدیث ملتان |
| ۹ | مسند امام احمد | امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ | المکتبۃ السلامیہ بیروت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۰ | عمدۃ القاری | علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | داراحیاء التراث بیروت |
| ۱۱ | فتح الباری | علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | المکتبہ العصریہ بیروت |
| ۱۲ | المواھب الدنیہ | علامہ ابراھیم بیجوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | ادارۃ تالیف اشرفیہ ملتان |
| ۱۳ | مدارج النبوت | شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | ممتاز اکیڈمی لاہور |
| ۱۴ | الھدایۃ | امام برھان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مطبوعہ دارالسلام قاھرہ |
| ۱۵ | البنایہ | علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مکتبہ غفاریہ کوئٹہ |
| ۱۶ | حلبی کبیری | علامہ شیخ ابراھیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ |
| ۱۷ | حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح | احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | قدیمی کتب خانہ کراچی |
| ۱۸ | امدادالفتاح | حسن بن عمار بن علی بن یوسف الوفائی الشرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ | صدیقی پلیشرز |
| ۱۹ | کنزالدقائق | ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمد النسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۰ | الجوھرۃ النیرۃ | امام ابی بکر بن علی زبیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ |
| ۲۱ | فتح القدیر | علامہ کمال الدین بن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مرکز اہلسنت برکت رضا ہند |
| ۲۲ | نتائج الافکار | علامہ شمس الدین احمد بن قودر المعروف قاضی زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مرکز اہلسنت برکت رضا ہند |
| ۲۳ | تکملۃ البحر الرائق | محمد بن حسین بن علی طوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ۲۴ | احکام شریعت | اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | کتب خانہ امام احمد رضا |
| ۲۵ | ملفوظات اعلیٰ حضرت | علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مکتبہ المدینہ کراچی |
| ۲۶ | فتاویٰ رضویہ | اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | رضا فاؤنڈیشن لاہور |
| ۲۷ | فتاویٰ یورپ | مفتی عبد الواجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | شبیر برادرز لاہور |
| ۲۸ | وقار الفتاوی | مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | بزم وقار الدین کراچی |
| ۲۹ | فتاو بریلی شریف | مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی و مفتی محمد یونس رضا اویسی | اکبر بک سیلرز لاہور |
| ۳۰ | فتاوی عالمگیری | شیخ نظام الدین و جمعیت من علماء الھند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم | المصطفیٰ بابی مصر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۱ | بہار شریعت | مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مکتبہ المدینہ کراچی |
| ۳۲ | الدر المختار | شیخ محمد بن علی حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | دار احیاء التراث بیروت |
| ۳۳ | ردالمحتار | علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | دار احیاء التراث بیروت |
| ۳۴ | جد الممتار | اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مکتبہ المدینہ کراچی |
| ۳۵ | فتاویٰ مفتی اعظم | شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | شبیر برادرز لاہور |
| ۳۶ | تذکرۃ الموضوعات | علامہ محمد طاہر بن علی الھندی الفتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | کتب خانہ مجیدیہ ملتان |
| ۳۷ | اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعہ | امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مرکز اہل سنت برکات رضا ھند |
| ۳۸ | تذکرۃ الموضوعات | علامہ محمد بن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | دار ابن حزم بیروت |
| ۳۹ | تنزیۃ الشریعۃ | امام ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ۴۰ | الموضوعات الکبریٰ | ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | قدیمی کتب خانہ کراچی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۴۱ | بستان الواعظین | امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | دارالکتب العربی بیروت |
| ۴۲ | دلائل النبوۃ | امام احمد بن حسین بن علی موسیٰ البیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۴۳ | شرح الزرقانی علی المواہب | محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | دارالمعرفہ بیروت |
| ۴۴ | نزہۃ القاری | علامہ محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | فرید بک اسٹال لاہور |
| ۴۵ | اشعۃ اللمعات | شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر |
| ۴۶ | شرح معانی الآثار | امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | فرید بک اسٹال لاہور |

**تمت بالخیر**

کتاب انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت، سیدی اعلیٰ حضرت اور کتب اعلیٰ حضرت
وغیرہ پر حاسدین کے جاہلانہ وبیہودہ اعتراضات کے تحقیقی جوابات

بنام

# الجواب المبین فی اعتراض المعترضین

مصنف

علامہ ابوالفرح جان محمد الصوفی القادری المدنی

ناشر: ادارہ احکام القرآن، اوستا محمد، ضلع جعفر آباد، بلوچستان۔۰۳۰۶۸۹۶۶۸۶۱

# وجہ تالیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد.

یوں تو تبلیغ دین کے بہت سے ذرائع ہیں لیکن قلم تبلیغ دین کا ایک مؤثر ترین ذریعہ ہے جو تادیر باقی رہنے والی ایک صدقہ جاریہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر علماء کرام نے زبان کی بنسبت قلم کے ذریعے تبلیغ دین کی زیادہ کوشش کی ہے اس فقیر نے بھی علماء کرام کی تقلید میں تبلیغ دین کے لئے قلم کو ہی ترجیح دی۔ چناچہ درجہ ثالثہ سے ہی قلم کے ذریعے دین کے کسی نا کسی گوشہ پر لکھنا شروع کیا تحدیث نعمت عرض کرتا چلوں کہ جب شہر اوستہ محمد میں اہلسنت و جماعت کے عظیم دینی درس گاہ جامعہ ضیاء العلوم میں ثالثہ درجہ کا طالب علم تھا۔ اس وقت قربانی کے متعلق ایک پمفلٹ تحریر کیا جس کو استاذی و استاذ العلماء مفتی محمد اسماعیل حبیبی قادری ادام اللہ فیوضہ نے تصدیق فرما کر میری حوصلہ افزائی کی دوسرے سال درجہ رابعہ میں ایک تحقیقی رسالہ بنام "بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد" تحریر کی اس پر بھی میرے استاذ محترم پروفیسر مفتی محمد اسماعیل حبیبی قادری ادام اللہ فیوضہ نے تقریظ جلیل تحریر فرمائی جس سے میرے حوصلوں کو بے پناہ قوت و توانائی حاصل ہوئی۔ اساتذہ کرام کی بے پناہ محبتوں و شفقت کی وجہ سے قلم کے ذریعہ تبلیغ دین کو جاری رکھنے کی ہمت باندھی۔ بعونہ تعالیٰ آج تک 9 عدد کتب و رسائل تحریر کیے لیکن افسوس ہے کہ یہ سارے آج تک منتظر اشاعت ہیں۔

کچھ عرصہ قبل سال 1429ھ میں ایک رسالہ بنام "انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت" تحریر کی جیسے بشمول اساتذہ کرام و دیگر علماء اہلسنت کثرھم اللہ تعالی نے خوب پسند فرمایا جس میں استاذی و استاذ العماء و عمدۃ الفقہاء مفتی محمد فاروق خاصخیلی رضوی مدظلہ العالی رئیس دارلافتاء و شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بلدیہ ٹاؤن کراچی اور بقیت السلف و حجتہ الخلف عارف باللہ شیخ الحدیث مفتی محمد اسماعیل ضیائی ادام اللہ ظلہ علینا رئیس دارلافتاء و شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی بھی شامل ہیں۔

اس کتاب کی ایک مضمون " ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز پڑھنے کا حکم " پر ایک آزاد خیال عالم دین نے نہ صرف اعتراض کیا بلکہ سیدی اعلیٰ حضرت سمیت دیگر کثیر محتاط مفتیان کرام کو شدت پسند قرار دیتے ہوئے علماء اہلسنت پر افترا باندھا کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے فتویٰ جات کو ان کے تفردات میں شمار کیا اور ساتھ احکام شریعت اور فتاویٰ افریقہ کو اعلیٰ حضرت کے تصنیفات میں سے انکار کیا جس کے سبب میرے محسن دوست مولانا رحمت اللہ قادری صاحب نے اس کے اعتراض کو بطور استفتاء علماء کے عدالت میں پیش کیا جس کی ایک کاپی فقیر کے پاس بھی روانہ کیا جس کے جواب میں چند اوراق تحریر کیئے اور اس کا نام الجواب المبین فی اعتراض المعترضین رکھا اور ساتھ اصل کتاب کی اس مضمون کی توضیح بھی کر دی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ وہ رب کریم میری نوک قلم سے نکلے ہوئے سطور کو نافع الخلائق بنائے اور مخالفین کو اسے پڑھ کر سمجھ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ علیہ وسلم

ابو الفرح جان محمد الصوفی القادری المدنی

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید ایک عالم دین ہے انہوں نے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے ممنوع دھاتوں مثلاً سونا، پیتل تانبہ، جست اور لوہا وغیرہ کے انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنے اور پڑھانے کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہوئے اسی حالت میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ واجب کہا: حوالے کے طور پر ملفوظات اعلیٰ حضرت اور احکام شریعت سے عبارات نقل کئے اور مزید در المختار سے ایک فقہی قاعدہ بھی نقل کیا جس سے کراہت تحریمی کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ واجب ہونا ثابت ہے۔ اور ساتھ ایسی نماز کو مغصوب زمین پر قیاس کرتے ہوئے بھی مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ کہا۔ زید کی تحریری مضمون کی فوٹو کاپی بھی آپکی خدمت میں ارسال ہے زید کے اس مضمون

پر بکر کو اعتراض ہے۔وہ بھی ایک عالم دین ہے ان کا کہنا ہے ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی تو ہے لیکن نماز واجب الاعادہ نہیں۔اس لئے کہ کراہت نماز میں اگر کسی خارجی سبب سے ہو تو نماز کا اعادہ واجب نہیں۔جیسے قراءۃ میں سورتوں کی ترتیب الٹ دینا، داڑھی مشت سے کم رکھ کر نماز پڑھنا، آستینوں کو نصف کلائیوں سے زیادہ چڑھا کر نماز پڑھنا، مرد کو ریشمی لباس پہن کر نماز پڑھنا، یا چوری کے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا اس طرح کے صورتوں میں خواہ نماز اپنی پڑھے یا امامت کرائے نماز مکروہ تحریمی تو ہوگی لیکن ان کی وجہ سے نماز کا اعادہ واجب نہیں۔اسی طرح ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا اگر چہ دونوں مکروہ تحریمی ہیں۔لیکن ان کی وجہ سے نماز کا اعادہ واجب نہیں۔باقی رہی بات فقہاء کرام کے فرمان کہ "کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا" تو اس سے مراد یہ ہے کہ نماز کی اپنی مکروہات میں سے نماز میں کوئی کراہت آئے تو اس سے نماز کا اعادہ واجب ہے۔جب اسے مذکورہ فقہی قاعدہ پیش کر کے کہا گیا کہ اسی قاعدہ کے تحت جمہور علماء اہلسنت نے کراہت تحریمی کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کے اعادہ کو واجب کہا۔جیسا کہ فتویٰ رضویہ فتویٰ مصطفویہ، فتویٰ فیض الرسول، فتویٰ بریلی شریف اور وقار الفتاویٰ وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

بکر نے کہا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے ہم خیال علماء میں اکثر شدت پائی جاتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ جات کو علماء اہلسنت نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تفردات میں شمار کیا ہے اور اس نے دوران کلام یہ بھی کہا احکام شریعت اور فتویٰ افریقہ تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تصنیفات میں سے ہیں ہی نہیں ان سے دلیل لینا درست نہیں۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ فریقین میں سے حق بجانب کون ہے مزید یہ بھی تحریر فرمائیں کہ کیا احکام شریعت اور فتویٰ افریقہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تصنیفات میں سے نہیں ہیں؟ اگر نہیں تو ان کی طرف منسوب کیسے؟ برائے مہربانی

تفصیلا جواب عنایت فرمائیں اوعنداللہ اجر پائیں۔

المستفتی: مولوی رحمت اللہ قادری

جامعہ یوسفیہ قمرالاسلام

یعقوب محلہ اوستہ محمد ضلع جعفرآباد بلوچستان

مورخہ: 31 جولائی 2019 بروز بدھ

اور وہ مضمون یہ ہے۔

## ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پروانہ شمع رسالت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ چاندی کی انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی سونے، کانسے، پیتل، لوہے، تانبے کی مطلقا ناجائز ہے گھڑی کی زنجیر سونے، چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت (مکمل) صفحہ ۱۹۶)

ملفوظات میں بھی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول موجود ہے کہ آپ فرماتے ہیں: کہ سونے یا تانبے یا لوہے، یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت (مکمل) صفحہ ۳۰۹)

واجب الاعادہ اس لئے ہے کہ فقہی ایک قاعدہ ہے کہ کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ (درالمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہے۔

اس کی مثال مغصوب زمین پر نماز پڑھنے کی طرح ہے کہ فی نفسہ نماز تو جائز ہے البتہ

قبح لغیرہ مجاوراً کی وجہ سے حرام ہے اور حرام چیز پر مشتمل ہونے کی وجہ سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اس میں حرام چیز غیر کی زمین ہے اب اس صورت میں پڑھی ہوئی نماز کو دوبارہ غیر مغصوب زمین پر پڑھنا واجب ہے یہ مسئلہ بھی بعینہ اسی طرح ہے کہ فی نفسہ نماز تو درست و جائز ہے البتہ یہ ممنوع چیز پر مشتمل ہے اور اس میں اشیاء ممنوعہ سونا، لوہا، پیتل وغیرہ ہیں۔ اس وجہ سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اس کا بھی وہی حکم ہے کہ اس صورت میں پڑھی ہوئی نماز کو دوبارہ ایسی حالت میں پڑھنا واجب ہے جو ان ممنوعات سے خالی ہو۔ اور مکروہ تحریمی کا گناہ حرام کی طرح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کل مکروہ ای کراھۃ تحریمۃ حرام ای کالحرام فی العقوبۃ با لنار (درمختار جلد صفحہ)

ہر مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں حرام کی مثل ہے۔

## الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ امابعد

صاحب کتاب کی مضمون بفضلہٖ تعالیٰ درست و فقہاء کرام کے تصریحات سے ثابت ہے بکر کا یہ اعتراض کہ ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی تو ہوگی لیکن نماز واجب الاعادہ نہیں غلط اور فقہاء کرام کے قاعدہ کے صریح خلاف ہے اور جو وجہ بتائی ہے کہ کراہت نماز میں اگر کسی خارجی سبب سے ہو تو نماز کا اعادہ واجب نہیں فقیر کی نظر سے نہ گزری اگر فقہ کی کسی مستند کتاب میں ہے تو حوالہ ضرور دیں پھر موصوف کو اپنی بتائی ہوئی قاعدہ کو بچانے کے لئے کئی مسلمہ مسائل میں اختلاف کرنی پڑی جس سے موصوف کی علمی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے اور باعث حیرت بات یہ ہے کہ مسئلہ قراءت کے حکم کے ساتھ دیگر کئی ایسے مسائل کو بھی شمار کیا جن کا مسئلہ قراءت کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں قراءت میں سورتوں کی ترتیب الٹ لینے کا مسئلہ قرات کا ہے کہ قراءت ترتیب سے واجب ہے اور یہ واجبات قرات سے ہے نہ کہ نماز کی اگر کوئی عکس کرے گا تو گنا گار ہوگا نہ کہ مکروہ تحریمی

ہو گی لیکن نماز واجب الاعادہ نہیں جس کی تصریح فقہاء کرام نے فرمائی ہے۔

چناچہ ردالمختار میں ہے کہ: یجب الترتیب فی سور القران فلو قرأ منکوسا اثم لکن لایلزمه سجود السهو لان ذالک من واجبات القراة لا من واجبات الصلواة (ردالمختار جلد 2 صفحہ 183 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

قرآن کی سورتوں میں ترتیب واجب ہے پس اگر الٹ پڑھے گا تو گنگار ہوگا لیکن سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا اسلئے کہ قراءت کے واجبات سے ہے نہ کہ نماز کی واجبات سے۔

فتوٰی رضویہ میں ہے: امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سھوا پڑھیں تو کچھ حرج نہی قصدا پڑھیں تو گناہگار ہے نماز میں کچھ خلل نہی۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 4 صفحہ 239 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

یعنی جان بوجھ کر پڑھے گا تو گناہ ہے مگر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہاں اگر بھول کر ہو تو نہ گناہ نہ سجدہ سہو (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 550 مکتبۃ المدینہ کراچی)

بکر کے بیان کردہ بقیہ تمام مسائل کا تفصیلی جوابات درجہ ذیل ہیں۔

## قولہ: داڑھی مشت سے کم رکھ کر نماز پڑھنا۔

داڑھی مشت سے کم رکھنے والا فاسق معلن ہے ایسے شخص کی اپنی نماز تو ہو جائے گی لیکن اس کو امام بنانا ناجائز وحرام ہے اگر چہ جماعت میں سارے داڑھی منڈے یا خشخشی والے ہوں اس کے اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **لایئوم فاجر مئو منا الاان یقھره بسلطان یخاف سیفه اوسوط** (ابن ماجہ صفحہ 77 مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور)

کوئی فاسق فاجر کسی مسلمان کو امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اس کو بزور سلطان مجبور کر دے اس کی تلوار یا کوڑے کا ڈر۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے فاسق کی امامت کومکروہ تحریمی کہا جس کی اعتراف بکر کو بھی ہے۔اور فاسق کو امام بنانا گناہ ہے اس لیئے کہ امامت میں اس کی تعظیم ہے جبکہ وہ شرعاً مستحق اہانت ہے جیسا کہ فقہاء کرام نے ارشاد فرمایا چنانچہ۔

امداد الفتاح میں ہے: کـره امـامة الفاسق. العالم لانه لا يهتم لامر دينه ولان فـی تـقديمه للا مامة تعظيمه و قد وجب اهانته شرعا واذا تعذر منعه تـصلی الجمعةخليفه اذا لم تقم الجمعة الا فی محله وفی غير ها ينتقل الی مسجد آخر (مدادالفتاح صفحہ 342 مطبوبہ صدیقی پبلشرز)

فاسق کی امامت مکروہ ہے اگرچہ عالم ہو اس لئے کہ وہ دین کی پرواہ نہیں رکھتا اور اس لئے کہ اسے امامت کے لئے مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت واجب ہے اور اگر اسے روکنا ممکن نہ ہو تو جمعہ پڑھیں جبکہ جمعہ صرف اس ہی محلّہ میں قائم ہوتی ہو اور دیگر نمازوں کے لئے دوسرے مساجد کی طرف منتقل ہو جائیں۔

حلبی کبیری میں ہے: الـعالم اولیٰ بالتقد يم اذا كان يجتنب الفواحش وان كـان غيره اورع منه ذكره فی المحيط ولو استو يا فی العلم والصلاح واحـد هـمـا اقـرأ فـقدموا الاخراسائوا ولا ياثمون فالاساء ة لترك السنة وعدم الا ثم لعدم ترك الواجب لا نهم قد موار جلا صالحا كذفی فتاوی. الـحـجة وفيـه اشـار ـة الـی انهم لوقد موا فاسقا يأثمون بناء علی ان كراهة تقد يمه كراهة تحريم لعدم اعتنا ئه باموردينه وتساهله فی الا تيان بلوازمه فـلا يبعد منه الا خلال ببعض شروط الصلاة و فعل ماينا فيها بل هوا لغالب بـالـنـظر الـی فسقه الذالم تجزا لصلاة خلفه اصلا عند مالك وروايه عن احمد. (حلبی کبیری صفحہ 442 مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

عالم کو امامت کے لئے مقدم کرنا افضل ہے جبکہ وہ خلاف شرع امور سے بچتا ہو

اگر چہ دوسرا اس سے زیادہ پرہیز گار ہو اس کو محیط میں ذکر کیا اور اگر دونوں علم وتقویٰ میں برابر ہوں اور ایک قراءت میں اسے اچھا ہو تو اگر لوگوں نے دوسرے کو آگے بڑھا دیا تو برا کیا اور گنہگار نہ ہوئے۔ برا اس لئے کیا کہ سنت چھوڑ دی اور گنہگاریوں نہ ہوئے کہ انہوں نے کوئی واجب نہ چھوڑا اس لئے کہ انہوں نے مرد صالح کو امامت کے لئے آگے بڑھایا فتاوی حجہ میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ لوگ اگر فاسق معلن کو امامت کے لئے مقدم کریں گے تو گنہگار ہوں گے اس لئے کہ اس کو امامت کے لئے بڑھانا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ وہ دین کے کاموں کا اہتمام نہیں رکھتا اور دین کے ضروری احکام کی تکمیل میں سستی سے کام لیتا ہے تو کچھ بعید نہی کہ بعض شرائط میں خلل ڈالے اور وہ کر بیٹھے جو نماز کے منافی ہو بلکہ اس کے فسق کو دیکھتے ہوئے اس سے یہی غالب گمان ہے اسی لئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کے پیچھے اصلاً نماز جائز نہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی روایت آئی ہے۔

مکروہ تحریمی کی ساتھ پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ واجب ہے اگر سارے فاسق معلن داڑھی منڈے یا خشخشی کرائے ہوئے ہوں تو امامت کئے بغیر ہر ایک اپنی نماز پڑھیں اگر ان میں سے کسی ایک کو امام بنایا تو بھی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعاد ہوگی چنانچہ سیدی اعلی حضرت امام اہلسنت کے فتاوٰی رضویہ کے حوالے سے فتاوٰی فیض الرسول میں ہے۔ داڑھی ایک مشت سے کم کرنے والے کی نماز بھی اس (داڑھی مشت سے کم رکھنے والے) کی اقتداء میں جائز نہیں جن لوگوں نے جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں سب کا اعادہ واجب ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی رضویہ جلد سوئم صفحہ ۲۷۳ میں ہے کہ جن صورتوں میں کراہت تحریم کا حکم ہے صلحاء وفساق سب پر اعادہ واجب ہے۔ جب مبتدع (یعنی بدعتی) یا فاسق معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو منفرداً (تنہا تنہا) پڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور اس کی تقدیم ممنوع بکراہت تحریم اور واجب ومکروہ (تحریمی) دونوں ایک مرتبہ میں ہیں درء المفاسد اهم

من جلب المصالح (مفاسد کو دور کرنا مصالح کے حصول سے اہم ہے

(فتاویٰ فیض الرسول جلد ۱ صفحہ ۳۰۴ شبیر برادرز لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک فتوے کے جواب میں فرماتے ہیں: فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔۔۔اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔۔۔تو جتنی نمازیں اس کے پیچھے اس حالت میں پڑھی ہوں سب مقتدیوں پر ان سب کا پھیرنا واجب۔ اگر نہ پھیریں گے گنہگار رہیں گے اگر چہ دس برس کی نمازیں ہوں کما حکم کل صلوۃ ادیت مع کراھت التحریم۔ جیسا کہ کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہر نماز کا حکم ہے

(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۵۶۶ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بکر کا یہ کہنا کہ داڑھی مشت سے کم رکھنے والے کی امامت میں پڑھی ہوئی نماز کی اعادہ واجب نہی۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ فاسق معلن کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی تو ہے لیکن نماز کا اعادہ واجب نہی سراسر غلط اور فقہاء کرام کے فرمان کل صلواۃ ادیت مع کراھت التحریم تجب اعادتھا (ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہے) کے صریح خلاف ہے۔

## قولہ: آستینوں کو نصف کلائیوں سے زیادہ چڑھا کر نماز پڑھنا

اسی طرح دونوں آستینوں یا دونوں میں سے کسی ایک آستین کو نصف کلائیوں سے زیادہ چڑھا کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم لا اکف شعر او لا ثوباً

(بخاری جلد 1 صفحہ 183 مکتبہ رحمانیہ لاہور)

مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور بالوں اور کپڑوں کو کف (فولڈ) نہ کروں۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: فان

الجمهور کرھوا ذالک للمصلی سواء فعله فی الصلاۃ او قبل ان ید خل فیھا وعن الحسن البصری وجوب الا عادۃ ف

(عمدۃ القاری جلد 6 صفحہ 131 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

پس جمہور علماء کرام نے (کف ثوب وشعر) کو مکروہ تحریمی قرار دیا برابر ہے کہ یہ عمل نماز کے اندر کیا ہو یا نماز میں داخل ہونے سے قبل حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس طرح نماز ادا کرنے میں اعادہ واجب ہوتی ہے۔

مزید تحریر فرماتے ہیں: فدل الحدیث علی کراھۃ الصلاۃ و ھو معقوص الشعر ولو عقصه و فی الصلاۃ فسدت صلاته (ایضا)

پس یہ حدیث کپڑا یا بال موڑ کر نماز پڑھنے کی کراہت پر دلالت کر رہی ہے اور اگر یہ کام نماز کے اندر کرے گا تو عمل کثیر کی وجہ سے نماز فاسد ہوگی اگر عمل کثیر پائی گئی تو بھی مکروہ تحریمی تو ضرور ہوگی۔

اس حدیث کی بنا پر ہمارے فقہاء کرام نے کف ثوب (یعنی کپڑے کو فولڈ کرنے) کو مکروہ تحریمی کہا جس سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ کما فی کتب الفقھاء اور احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: تشمیر کمیه عنھما ای عن زراعیه سواء کان الی المرفقین او لا علی الظاھر

(حاشیۃ طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ 349 مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

## قولہ: مرد کو ریشمی لباس پہن کر نماز پڑھنا

شریعت میں مرد کو ریشمی کپڑے پہننا حرام ہے اور ریشمی کپڑے پہن کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اخذ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ذھبا بیمینه و حریرا بشماله فقال ھذا حرام علی ذکور امتی. (نسائی جلد 2 صفحہ 264 مطبوعہ ایم وائی پرنٹرز راولپنڈی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں سونا اٹھایا اور بائیں ہاتھ میں ریشم پھر فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احل الذھب والحریر لاناث امتی و حرم علی ذکورھا (ایضا)

میری امت کے عورتوں پر سونا اور ریشم کو حلال کیا گیا اور مردوں پر حرام۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے زید بن ابی انیسہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مصری شخص سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: انہ اخذ الحریر والذھب بیدہ ثم قال ھذا محرم للذکور من امتی

(کتاب الاثار صفحہ 203 مطبوعہ دارالحدیث ملتان)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ریشم اور سونا اپنے دست مبارک سے اٹھایا پھر فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ولا نریٰ بہ للا ناث بأ سا وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ (ایضا)

ہم اس میں عورتوں کے بارے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ مجھے پتہ چلا کہ آپ تین چیزوں کو حرام کہتے ہیں کپڑوں کے نقش ونگار سرخ گدوں اور ماہ رجب کے تمام روزے رکھنے کو۔ تو مجھے جواب دیا کہ آپ نے جو رجب کے متعلق ذکر کیا ہے تو جو شخص ہمیشہ روزہ

رکھے وہ کیسے رجب کے روزوں کو حرام کہے گا۔ باقی آپ نے جو کپڑوں کے نقش و نگار کی بات کی تو میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: انما یلبس الحریر من لا خلاق لہ۔ ریشم کو صرف وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ تو مجھے یہ خوف ہوا کہ نقش و نگار بھی شاید ریشم سے بنائی جاتی ہیں باقی رہا سرخ گدا تو یہ عبداللہ کا گدا بھی سرخ ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے جب یہ جوابات دے کر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور ان کو وہ جوابات بتلائے تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمائی: ھذاہ جبۃ رسول اللّٰہ ﷺ و اخرجت الی جبۃ طیالسۃ کسروانیۃ لھا لبنۃ دیباج و فرجیھا مکفوفین بالدیباج فقالت ھذہ کانت عند عائشۃ حتی قبضت فلما قبضت قبضتھا و کان النبی ﷺ یلبسھا فنحن نغلسھا للمرضی یستشفیٰ بھا (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے انھوں نے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکالا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یہ جبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات تک انکے پاس تھا اور جب انکی وفات ہوئی تو میں نے اسے قبضہ کیا اور نبی کریم ﷺ اسے پہنتے تھے ہم اس کو دھوکر اسکا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور اسکے توسل سے ان کے لیے شفاء طلب کرتے ہیں۔

مسلم شریف میں سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: نھی النبی ﷺ عن لبس الحریر الا موضع اصبعین او ثلاث او اربع۔ (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

نبی کریم ﷺ نے مردوں کو ریشم پہنے سے منع فرمایا البتہ دو یا تین یا چار انگلیوں کا

استثناء فرمایا۔

ان احادیثِ طیبہ سے فقہاء کرام نے یہ استدلال کیا کہ مرد کے لئے کپڑے پر عرض میں چار انگل ریشم لگانا جائز ہے اور اس سے زیادہ حرام ہے اس کی تصریح کتبِ فقہاء میں موجود ہے جیسا کہ کنز الدقائق میں ہے: حرم للرجل لا للمراة لبس الحریر الا قدر اربعة اصابع۔ (کنز الدقائق صفحہ ۴۲۳ قدیمی کتب خانہ کرچی)

حرام کیا گیا مرد کے لئے ریشم پہننے کو نہ کہ عورت کے لئے مگر چار انگل کے مقدار (مردوں کے لئے حلال ہے)

وقایۃ الروایۃ میں ہے: لا یلبس رجل حریرا الا قدر اربعة اصابع۔

نہیں پہنے مرد ریشم کو سوائے چار انگل کے۔

پھر اس کے تحت شرح الوقایۃ میں ہے: ای فی العرض اراد مقدار العلم وروی انه ﷺ لبس جبة مکفوفة با لحریر۔

(شرح الوقایۃ مع عمدۃ الرعایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۹۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یعنی عرض میں چار انگل ہو اور اس سے نقش کے مقدار کا ارادہ کیا۔ اور مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ریشم کے ساتھ منقوش جبہ پہنا۔

الجوھرۃ النیر ۃ میں ہے: لا یحل للرجل لبس الحریر۔ لقوله علیه السلام انما یلبسه من لا خلاق له فی الاخرة --- ویحل للنساء لقوله علیه السلام احل الحریر و الذهب لاناث امتی وحرم علی زکور ھا۔ وقد قال ابو حنیفة لا با س بالعلم فی الثوب اذا کان قدر ثلا ث اصابع او اربع یعنی مضمومة۔

(الجوھرۃ النیر ۃ جلد ۲ صفحہ ۶۱۴ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ہدایہ میں ہے: لا یحل للرجل لبس الحریر ویحل للنساء لان النبی علیه السلام نهی عن لبس الحریر، والدیبا ج قال: انما یلبسه من لا خلاق له فی

الاخرة و انما حل للنساء بحديث اخر وهو ما رواه عدة من الصحابةرضى الله تعالى عنهم ۔منهم على رضى الله تعالى عنه ان النبى ﷺ خرج و باحدى يديه حرير ابالاخرىٰ حل لاناثهم الاان القليل عفو وهو مقدار ثلا ثة اصابع واربع كالاعلا م والمكفوف بالحرير لما روى انه عليه السلام نهى عن لبس الحرير الا موضع اصبعين او ثلا ث او اربع اراد الاعلام و عنه عليه السلام انه كان يلبس جبة مكفوفة بالحرير ۔ (ہداخرین صفحہ ۵۵ کلام کمپنی کراچی)

ان مذکورہ تمام عبارات سے یہ بات واضح ہے کہ مردوں کے لئے ریشم کا پہننا حرام ہے ماسوااس مقدار کی جس کی استثنا شریعت نے فرمائی اوروہ مقدار چار انگلیوں کی ہے ہاں ریشم سے نفع اٹھانا ان صورتوں میں جائز ہے جس میں نہ لبس ہو نہ مشابہ بلبس ہو جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : مما فيه انتفاع بدون لبس او ما يشبه اللبس (ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۲۴۹ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

یعنی (ریشم سے ) ان تمام صورتوں میں نفع اٹھانا جائز ہے جس میں نہ پہننا ہو نہ پہننے کی مشابہ۔اس صورت میں نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہوگی اگرکوئی ریشمی کپڑے پہن کر نماز پڑھے گا تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی جس کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی جیسا کہ کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہر نماز کا حکم ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ: فی الواقع ریشمی کپڑا پہن کر نماز مرد کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ اسے اتار کر پھر پڑھنا واجب جبکہ اللہ عزوجل نے مرد کو ریشمی کپڑا گھر میں پہننا حرام کیا تو خود اس کے دربار میں اسے پہن کر حاضر ہونا کس درجہ گستاخی و بے ادبی ہوگی جو بات گھر بیٹھ کر تنہائی میں کرنا تو قانون سلطانی میں جرم ہو وہ خود بارگاہ سلطانی میں اس کے حضور کھڑے ہوکر کرنا کیسی صریح بیباکی اور بادشاہ کا موجب ناراضی ہوگا۔والعیاذ با اللہ تعالیٰ اور پر ظاہر کہ نماز امام کی یہ کراہت نماز مقتدیان کی طرف بھی سرایت کرے گا تو

ان سب کی نمازیں خراب وناقص ہونے کا یہی شخص باعث ہوا۔

(فتاوٰی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۳۰۶ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

## قولہ: چوری کے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

اسی طرح چوری کے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے
سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چوری کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے میں اگرچہ فرض ساقط ہوجائے گا: لان الفساد مجاور (کیونکہ فساد نماز سے باہر ہے) مگر نماز مکروہ تحریمی ہوگی لـلا شتمال علی المحرم (حرام چیز پر مشتمل ہونے کی وجہ سے) کہ جائز کپڑے پہن کر اس کا اعادہ واجب: کالصلوٰۃ فی الارض المغصوبۃ سواء بسواء (جس طرح مقبوضہ زمین پر نماز کا حکم ہے اور یہ اس کے ساتھ برابر برابر ہے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوٰی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۳۹۴ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اسی طرح کسی نے مال حرام سے کوئی کپڑا خریدا اور اس سے کرتا، جلباب، قمیض بنا کر پہنا تو اس کی نماز عند اللہ مقبول نہیں لازم ہے کہ اسے پھینک دے۔
جیسا کہ فتاوٰی بریلوی شریف میں ہے جس نے مال حرام حاصل کیا اور اس سے کرتا، جلباب قمیض بنا کر پہنا تو اس کی نماز مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کرتا کو اسی سے باہر پھینک دے۔ یعنی جب تک اس کا استعمال ہے نماز قبول نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انـه مـن اصاب مالا من حرام فلبس منه جلبابا یعنی قمیصالم تقبل صـلاتـه حتی ینحی ذٰلک الجلباب عنه ان الله عزوجل اکرم واجل یا اخا الـعـالیـه مـن ان یـقـبـل عمل رجل او صلاته وعلیه جلباب من حرام .رواه البزار وفیه نکارة ۔ نیز اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے فان الله طیب لا یقبل الا الطیب واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی بریلی شریف صفحہ ۳۹۲ شبیر برادر لاہور)

## قولہ: اسی طرح ممنوع دھاتوں کو پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا۔۔۔الخ

اسی طرح ممنوع دھاتوں (لوہا، پیتل، تانبہ، جست وغیرہ) کی انگوٹھی چھلا، کڑا یا سونے کی انگوٹھی مرد کو پہنا حرام ہے و گناہ ہے اور ان چیزوں کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اس لئے کہ ہر وہ نماز جو حرام چیزوں پر مشتمل ہو اس کا یہی حکم ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ: فی الواقع ریشمیں کپڑا پہن کر نماز مرد کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ اسے اتار کر پھر پڑھنا واجب جبکہ اللہ عزوجل نے مرد کو ریشمیں کپڑا گھر میں پہننا حرام کیا تو خود اس کے دربار میں اسے پہن کر حاضر ہونا کس درجہ گستاخی و بے ادبی ہوگا جو بات گھر بیٹھ کر تنہائی میں کرنا تو قانون سلطانی میں جرم ہو وہ خود بارگاہ سلطانی میں اس کے حضور کھڑے ہو کر کرنا کیسی صریح بیباکی اور بادشاہ کا موجب ناراضی ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اور پر ظاہر کہ نماز امام کی یہ کراہت نماز مقتدیان کی طرف بھی سرایت کرے گا تو ان سب کی نمازیں خراب و ناقص ہونے کا یہی شخص باعث ہوا۔۔۔بعینہ یہی حکم ان سب چیزوں کا ہے جن کا پہننا ناجائز ہے جیسے ریشمی کمر بند یا مغرق ٹوپی یا وہ کپڑا جس پر ریشم یا چاندی یا سونے کے کام کا کوئی بیل بوٹا چار انگل سے زیادہ عرض کا ہو یا ہاتھ خواہ پاؤں میں تانبے سونے چاندی پیتل لوھے کے چھلے یا کان میں بالی یا بندا یا سونے خواہ تانبے، پیتل، لوہے کی انگوٹھی اگرچہ ایک تار کی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں کہ یہ سب چیزیں مردوں کو حرام و ناجائز ہیں اور ان سے نماز مکروہ تحریمی اور تانبے پیتل لوھے کے زیور تو عورتوں کو بھی حرام ہیں انہیں پہن کر ان کی نماز بھی مکروہ تحریمی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۷ صفحہ ۳۰۶ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ آج کل عورتیں تانبہ پیتل اور لوھے کے زیورات پہننے لگی ہیں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنے سے کچھ خرابی پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟ تو جواباً تحریر فرماتے ہیں: تانبہ، پیتل اور لوھے کے زیورات پہن کر نماز پڑھنے سے

نماز مکروہ تحریمی ہوگی ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد سوئم صفحہ ۴۲۲ میں ہے اور ہر وہ نماز مکروہ تحریمی ہواس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ در مختار میں ہے: کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

(فتاوی فیض الرسول جلد اصفحہ ۳۷۵ بشیر برادرز لاہور)

## قولہ: فقہی قاعدہ سے مراد یہ ہے کہ نماز کی اپنی مکروہات میں۔۔۔الخ

بکر کا اسی مذکورہ فقہی قاعدہ سے یہ مراد بیان کرنا کہ نماز کی اپنی مکروھات میں سے کوئی کراھت آئے تو اس سے نماز کا اعادہ واجب ہے۔ اس کے کہنے کا مقصد شاید یہ ہو کہ عین افعال نماز کے مکروھات میں سے کوئی کراھت آئے تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اگر یہ مقصد ہے اور یقیناً یہی مقصد ہے تو پھر یہ مسائل کیوں؟ پھر تو کپڑے ہوتے ہوئے بغیر قمیض کے صرف شلوار پہن کر نماز پڑھنے یا پڑھانے، مغصوب زمین پر نماز پڑھنے یا پڑھانے، پتلون بمع ٹائی کے پہن نماز پڑھانے وغیرہ سے بھی نماز واجب الاعادہ نہیں ہوگی اور یقیناً موصوف کا فقہی قاعدہ سے بیان کردہ مطلب کے تحت ان چیزوں سے بھی نماز واجب الاعادہ نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ سراسر غلط اور فقہا کرام کے تصریحات کی خلاف ورزی ہے۔

## قولہ: اعلیٰ حضرت اور اس کے ہم خیال علماء میں اکثر شدت پائی جاتی ہے۔۔۔الخ

پھر موصوف کا اپنی بیان کردہ مسائل کے بقا کی خاطر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سمیت اہلسنت وجماعت کے محتاط مفتیان کرام کو شدت پسند کرار دیتے ہوئے ان کے کتب فتاوی سے روگردانی کرنا آخرت کے لئے کتنا ہی تباہی وبربادی کا سامان ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان فتاویٰ جات بالخصوص امام اہلسنت کے فتاویٰ رضویہ شریف کے بغیر آج کے ارباب علم دانش، فقیہ عصر مفتی اعظم کے دم بھرنے والے بھی بے بس نظر آتے ہیں۔ ایک خداترس عالم دین اس حقیقت کی اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے چاہنے والے مسلمانان اہلسنت اپنے اسلاف کے عقائد ونظریات پر سختی سے متمسک ہیں اور

محض اصول وعقائد میں مخالفین پر متشدت ہیں نہ کہ فروعی مسائل میں اور فروعی مسائل میں تو ہمیشہ سے اہلسنت وجماعت میں درگزری سے کام لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر ایک اہلسنت وجماعت کے مبلغ عالم دین سے کوئی فاش علمی غلطی جس کا تعلق کفر وضلالت سے نہ ہوتو اسے چھپانا واجب ہے ورنہ عوام جو ان کی تبلیغ یا تحریر سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے ایمان وعقیدہ کو مضبوط کرتے ہیں وہ ان سے متنفر ہوکر کسی اور سے وابستہ ہوجائے گے اور یہ ضروری بھی نہیں کہ جس سے پہلے واسطہ تھے ان سے یہ بعد والے بہتر ہو بلکہ ممکن ہے کہ اس کے عقیدہ میں بھی بگاڑ ہو پھر تو بیڑا اغرق۔امام اہلسنت تحریر فرماتے ہیں: بدمذہبوں گمراہوں سے جو اباطیل خارج از مسائل مذہب واقع ہوں ان کی اشاعت مصلحت شرعی ہے کہ مسلمانوں کا ان پر سے اعتبار اٹھے۔ان کی ضلالت میں بھی اتباع نہ کریں اور اہلسنت سے بتقدیر الٰہی جو لغزش فاحش واقع ہو اس کا اخفاء واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بداعتقاد ہوں گے،تو جو نفع ان کی تقریر اور تحریر سے اسلام وسنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے اور اشاعت فاحشہ بنص قرآن عظیم حرام۔ولھذا ابتا کیدا کید گزارش ہے کہ عمائد ومشاہیر علماء اھل سنت و جماعت جس امر میں متفق ہیں یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلا دغدغہ ان کے ارشادات پر عامل ہوں۔ یوں ہی وہ فروعیات جو اھل سنت اور ان کے مخالفین میں مابہ الامتیاز ہورہے ہیں جیسے مجلس مبارک وفاتحہ وعرس واستمداد ونداء وامثالھا۔ باقی رہیں فرعیات فقیہ جن میں وہ مختلف ہو سکتے ہیں خواہ بسبب اختلاف روایات،خواہ بوجہ خطاء فی الفکر یا بسبب عجلت وقلت تدبر یا بوجہ کمی ممارست ومزاولت فقہ،ان میں فقیر کیا عرض کرے؟ مراسو زیست اندردل اگر گویم زباں سوزد۔وگردم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۵۹۳ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

موصوف کا یہ کہنا کہ شدت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کے کافی فتواجات کو علماء

اہلسنت نے اعلی حضرت کے تفردات میں شمار کیا ہے غلط اور علماء اہلسنت پر افتراء عظیم ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ حالات زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے کچھ احکام میں تبدیلی آجاتی ہے اور یہ احکام اہل علم سے مخفی نہیں۔

**قولہ: احکام شریعت اور فتویٰ افریقہ تو اعلیٰ حضرت کے تصنیفات میں سے۔۔۔الخ**

اور ان کا یہ کہنا کہ احکام شریعت اور فتاویٰ افریقہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تصنیفات میں سے ہے ہی نہیں ان سے دلیل دینا درست نہیں غلط جھوٹ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تصنیفات سے مسلمانان اہل سنت کو دور کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے ۔احکام شریعت اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زیادہ تر فتواجات اور کچھ ملفوظات کا مجموعہ ہے اس کے کل تین حصے ہیں اول اور سوئم حصہ میں فتاویٰ جات اور دوئم کے کچھ حصہ میں فتاوی جات اور کچھ میں ملفوظات جمع ہیں۔اور الامام احمد رضا خان واثرہ فی الفقہ الحنفی میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ واصولِ فقہ کے تصنیفات کی فہرست میں تیسرے نمبر پر احکام شریعت کا نام ہے ۔

(الامام احمد رضا خان واثرہ فی الفقہ الحنفی صفحہ ۶۹ مؤسسۃ الاشرف لاہور)

اس کی مرتب کون ہے؟ یہ فقیر سے مخفی ہے اور اس کے بارے میں فتاویٰ شارح بخاری کے شروع میں مطبوع تعارفی مضمون میں شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر ہے کہ الملفوظ کا جو حال ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں اس میں سیکڑوں غلطیاں اب تک مل چکی ہیں احکام شریف ایک میلادخواں کی جمع کردہ ہے یہ دونوں کتابیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال بعد چھپی ہیں اس لئے اس میں غلطی کا امکان بعید نہیں (فتاوی شارح بخاری جلد ا صفحہ ۳۶ دائرۃ البرکات گھوسی انڈیا)

**تنبیہ:** الملفوظ کی مرتب شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زھد وتقویٰ، دیانت داری، علمی وجاہت وسعت

مطالعہ اور قوت حافظہ کی وجہ سے آپ کی ترتیب دی ہوئی الملفوظ میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں لیکن ملفوظات کو مرتب ہوئے ایک عرصہ دراز ہوا اور ایک عرصے تک بے توجہی سے نقل درنقل چھپتی رہی جس کی وجہ سے کتابت کی غلطیاں بڑھتی چلی گئیں یہاں تک کہ عبارات میں کمی بیشی ہوئی اور بعض عبارات بعض سے متضاد ہو گئے ان غلطیوں سے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ بریٔ الزمہ ہیں اور شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے کا مطلب بھی یہی ہے بحمدہ تعالیٰ اب چند سال ہوئے کہ المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی) کی طرف سے متعدد نسخوں کے مقابلہ سے بڑی تحقیق کے بعد ایک معتمد نسخے کی انتخاب کر کے پوری تحقیق، تخریج وتسہیل کے ساتھ شائع ہوا جسے پاکستان کے جید علماء مشائخ نے خوب پسند فرمایا۔ اور المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی) کے اس کام کو سراہا۔ بہر حال احکام شریعت کے مرتب کوئی بھی ہو اس سے اعلیٰ حضرت کی فتواؤں پر کوئی اثر نہیں پڑھے گا اس طرح تو پھر کئی مفتیان کرام کے فتوی کے مجموعہ کے مرتبین اور ہوتے ہیں اور کئی کتابیں ہیں جو مصنف کے وفات کے صدیاں بعد چھپی ہیں خود فتاویٰ رضویہ شریف کے بھی کئی جلدیں بعد میں چھپی ہیں اور ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد کی ۲۰۰۴ء میں چھپی ہوئی ایک کتاب بنام محدث بریلوی میں مخطوطات کے نام سے ایک عنوان قائم ہے جس میں ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ: محدث بریلوی کی مطبوعات سے زیادہ مخطوطات ہیں تقریبا ایک سو مخطوطات کے عکس راقم کے کتب خانے میں موجود ہیں تیس سے زیادہ علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔ (محدث بریلوی صفحہ ۱۱۷ ادارہ مسعودیہ کراچی)

ایک اطلاع کے مطابق کئی فتاوجات رسائل کی صورت میں آج تک غیر مطبوع ہیں۔ احکام شریعت کے نسبت علماء کرام ومفتیان عظام نے اعلیٰ حضرت کی طرف کرتے ہوئے اپنے تصنیفات میں بطور دلیل اس کے اقتسابات نقل کیئے راقم علماء اہلسنت کے تصنیفات میں سے چند اقتسابات پیش خدمت کرتا ہے۔

(۱) قاضی محمد عبد الرحیم بستوی تحریر فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے احکام شریعت جلد دوئم صفحہ 10 میں نعلین والی روایت کے متعلق فرمایا یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ بریلی شریف صفحہ 353 شبیر برادرز لاہور)

(۲) علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان احکام شریعت حصہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔الخ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 273 شبیر برادرز لاہور)

(۳) مزید ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان اس مسئلہ کو سمجھاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔۔۔۔ احکام شریعت حصہ دوم صفحہ 189۔ (ایضاً جلد سوئم صفحہ 167 تا 169)

(۴) مفتی اعظم پاکستان مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھڑی کی چین کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شریعت میں صاف صاف لکھ دیا ۔۔۔احکام شریعت حصہ دوئم صفحہ ۱۰۱ مسئلہ نمبر ۶۳، اہلسنت برقی پریس مرادہ باد۔

(وقار الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۵۰۴ بزم وقار الدین کراچی)

(۶) مفتی اعظم پاکستان مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قوالی کی حقیقت کے بارے میں ایک تفصیلی جواب تحریر فرمائی اس میں بھی احکام شریعت کو اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس سے بطور دلیل دو حوالے دیئے اور آخر میں فرمایا کہ مزید تفصیل کے لیئے احکام شریعت کا مطالعہ فرمائیں

(وقار الفتاوی جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ بزم وقار الدین کراچی)

(۷) علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ جھینگے کے متعلق اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی رائے بیان کرنے کے لیئے احکام شریعت سے اقتساب نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اعلی حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی لکھتے ہیں:۔۔۔الخ۔

(شرح صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۸۴ فرید بک اسٹال لاہور)

ان شواہد سے یہ بات واضح ہوئی کہ احکام شریعت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتواؤں کا مجموعہ ہے ان سے بطور فتویٰ دلیل لینا درست ہے۔

فتاویٰ افریقہ اس کا اصل نام "السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ" ہے یہ بھی اعلیٰ حضرت کے فتواجات کا ایک مجموعہ ہے۔ الامام احمد رضا خان واثرہ فی الفقہ الحنفی میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ واصولِ فقہ کے تصنیفات کی فہرست میں پچیسویں نمبر پر السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ موجود ہے۔

(الامام احمد رضا خان واثرہ فی الفقہ الحنفی صفہ ۶۹ مؤسسۃ الاشرف لاہور)

اس کتاب میں محبّ سنت، عدو بدعت، خادم الاولیا عبدالمصطفیٰ جناب الحاج زائر اسمٰعیل میاں بن حاجی امیر میاں شیخ صدیقی حنفی قادری کاٹھیاواری سلمہ الملک الباری نے کچھ مسائل کے سوال بریلی دارالافتاء اور تمام ہندوستان و دیگر اقطار عالم میں جنوبی افریقہ مقام بھوٹا بھوٹی برٹش باسوٹو لینڈ سے تین بار بھیجے جن کے جوابات دیئے گئے اول بار ۲۳ صفر ۱۳۳۶ھ کو ۸۰ مسائل بھیجے جنکا جواب امام اہلسنت نے تحریر فرما کر عنایت فرمایا۔ پھر حاجی اسماعیل میاں نے تمہید ایمان سے وعظ کیا جس پر مخالفین کے جاہلانہ اعتراض کے حاجی صاحب نے ان کے تحقیقی جواب دیئے پھر تشفیع کیلئے ان جوابات کو ایک استفتاء کی صورت میں اور کچھ دیگر سوالات بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت میں پیش کئے تو جواباً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الحمد للہ محبّ سنت عدو بدعت حاجی اسمٰعیل میاں سلمہ نے چار بیہودہ و مہمل اعتراض کے کافی جواب دیے خوب حق وصواب دیے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہمیں اور ان کو اور ہمارے سب سنی بھائیوں کو زیر لوائے حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محشور کرے آمین۔ یہ سوال کیا ہے بجائے خود ایک رسالہ ہے فقیر (امام اہلسنت) اس کا تاریخی نام تیر اسمٰعیل درنحر اباطیل رکھتا ہے۔ یعنی باطلوں کے سینے میں اسمٰعیل میاں کا تیر۔ پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاجی صاحب کی طرف سے ارسال کردہ تقریباً ۳۰ سوالات کے جوابات بھی تحریر فرمائیں اور تیسرے مرتبہ اسمٰعیل

میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چار خواب دیکھے تھے جن کو تعبیر کے لئے تحریر کر کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے جن کے تعبیر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کر کے واپس ارسال کئے پھر ان مجموعہ کی طباعت حاجی اسمٰعیل میاں کے فرمائش پر ہوئی۔احکام شریعت کی طرح فتاویٰ افریقہ کی نسبت بھی علماء کرام ومفتیان عظام نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتے ہوئے بطور دلیل اپنے تصنیفات میں اقتسابات نقل کئے راقم اقتصار کے پیش نظر چند اقتسابات پیش خدمت کرتا ہے۔

(1) فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اگر دیہاتی نے شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوئی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اگر قربانی شہر میں ہو جہاں نماز عید واجب ہے تو لازم ہے کہ بعد نماز ہو اگر نماز سے پہلے کر لی قربانی نہ ہوئی۔(فتاوٰی افریقہ مطبوعہ لاہور صفحہ۱۳)　(عجائب الفقہ صفحہ ۱۱۰ اکبر بک سیلیز رلاہور)

(2) بالغ آدمی کو ڈاکٹر یا نائی سے ختنہ کروانا جائز نہیں اس لئے کہ ختنہ سنت ہے اور بالغ آدمی کا ڈاکٹر یا نائی کے سامنے شرمگاہ کھولنا حرام ہے اور سنت کے لئے حرام کا ارتکاب جائز نہیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: جو ان آدمی آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی کنیز شرعی خریدے جو ختنہ کر سکے یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے معاف ہے۔(فتاویٰ افریقہ لاہور صفحہ۳۶)۔(ایضا)

(۳) علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی اپنی تصنیفات میں فتاوی افریقہ کو اعلی حضرت کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس سے اقتسابات نقل کئے۔

(دیکھئے شرح صحیح مسلم جلد۴ صفحہ ۲۸۲ فرید بک سٹال لاہور)

(۴) شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم المدنی مدظلہ العالی نے بھی تفسیر صراط الجنان

میں فتاوٰی افریقہ کواعلی حضرت کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس سے اقتسابات نقل کیئے۔ (دیکھیئے صراط الجنان جلد ۸ صفحہ ۱۲۹ مکتبہ المدینہ کراچی)

(۵) شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ ومولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اپنی تصنیفات میں بھی فتاوٰی افریقہ کو اعلی حضرت کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس سے اقتسابات نقل کیئے

(دیکھیئے کلمات کفریہ کے بارے میں سوال جواب صفحہ ۵۷۔۳۱۶۔۳۱۷۔مکتبہ المدینہ کراچی)

مذکورہ تحریرات سے یہ بات واضع ہے کہ فتاوٰی افریقہ بھی اعلیٰ حضرت کے فتواؤں کا مجموعہ ہے اور دنیا بھر کے علماء اہلسنت کثر ہم اللہ تعالی نے اپنی اپنی فتاوٰی جات وتصنیفات میں احکام شریعت اور فتاوٰی افریقہ کی نسبت اعلی حضرت کی طرف کرتے ہوئے بطور دلیل اس سے اقتسابات نقل کیئے کیا ان ساروں کو پتہ نہیں کہ یہ اعلی حضرت کے تصنیف کردہ نہیں ہیں؟ فقیر عرض کر چکا ہے کہ یہ دونوں اعلی حضرت کے تصنیفات میں سے ہیں۔ لھذا ان سے دلیل لینا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

معترف کو بس ہے اک حرف صداقت بھی
منکر کو نہی کافی دفتر نہ صحیفہ

حررہ ابوالفرح جان محمد القادری المدنی ۰۷ اگست ۲۰۱۹ء

# مصنف کی دیگر کتب

التحریر الحاوی فی کتب السماوی

التحریر البرھان فی احکام الصوم وفضائل رمضان

الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب الاحادیث والتفسیرات

السیف البرھان علی عنق مؤسس منہاج القرآن

محرام الحرام اور موضوع روایات

میلاد النبی ﷺ اور موضوع روایات

نعرے لگانے کی شرعی حیثیت

آیت تطہیر کے مصادیق کون؟

حیات شیخ الحدیث

اپیل: میری تمام کتب ورسائل کی تحریر واشاعت کا مقصد صرف اور صرف رضاء الٰہی کیلئے اصلاحِ معاشرہ ہے لہٰذا میری کتب ورسائل کو منظر عام پر لانے اور اُنھیں خرید کر اُمت مصطفٰے ﷺ کی اصلاح کیلئے مفت تقسیم کر کے دنیا وآخرت میں اپنی کامیابی کا سبب بنائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب ﷺ کے صدقے خلوص کے ساتھ اپنے دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

رابطہ: ابوالفرح جان محمد الصوفی القادری المدنی 0336-3971275